SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, January 20, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall
liament House) Islamabad at 3.30 of the clock in the
ning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal
a) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً
وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ
اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, January 20, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall liament House) Islamabad at 3.30 of the clock in the ning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal a) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً
وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ
اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: جو لوگ ایمان والے ہیں، انھیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ مومنوں کو چھوڑ کر منکرین حق کو اپنا رفیق و مددگار بنائیں اور جس کسی نے ایسا کیا تو وہ یاد رکھے، اس کا اللہ کے ساتھ کوئی سروکار نہیں رہا۔ ہاں، اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ تم اُن کے شر سے بچنے کے لیئے اپنا بچاؤ کرنا چاہو اور کر لو (تو ایسا کر سکتے ہو) اور دیکھو (انسان کے شر سے ڈرتے ہوئے یہ حقیقت نہ بھولو کہ) خدا بھی تمہیں اپنے (مواخذہ) سے ڈرا رہا ہے اور آخر کار (تم سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(اے پیغمبر!) ان لوگوں سے کہہ دو، تمھارے دلوں کے اندر جو کچھ ہے، تم اُسے چھپاؤ یا ظاہر کرو، ہر حال میں اللہ اسے خوب جانتا ہے اور (اتنا ہی نہیں) بلکہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اُس پر روشن ہے۔ اُس کی قدرت کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہیں۔

سورۃ آلِ عمران

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین: بسم اللہ الرحمان الرحیم، رخصت کی درخواستیں۔ جناب شیخ علی محمد ۱۷ جنوری کو ایوان میں حاضر نہیں ہو سکے انہوں نے اس تاریخ کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سید خیال میاں صاحب ناسازئ طبع کی وجہ سے ۲۴ تا ۳۱ دسمبر اجلاس میں شرکت نہ کر سکے انہوں نے ان دنوں کے لیئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سردار محمد یوسف خان ساسولی صاحب نے اپنی بیماری کی وجہ سے حالیہ اجلاس کے لیئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب عبدالرحمان جمالی صاحب ۱۷ جنوری کو اجلاس میں شریک نہ ہو سکے انہوں نے اس دن کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی عبدالمجید صاحب ناگزیر وجوہات کی بنا پر ۱۷ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب عزیز اے منشی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ۱۷ جنوری سے ۲۵ جنوری تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے ۔

POINT OF ORDER RE: ABSENCE OF ATTORNEY GENERAL.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آج غیر سرکاری کارروائی کا تیسرا دن ہے جس میں میرا اور محمد علی خان صاحب وغیرہ کا ایک بل جس کا تعلق زکوٰۃ و عشر سے ہے جس کے بارے میں ایک اعتراض تھا اور اس کے لیے اٹارنی جنرل کو خاص طور پر بلایا گیا تھا کہ وہ ایوان میں آئیں اور آکر پوزیشن واضح کریں ، اور اسی بنا پر اس سے پہلے دو بار ایوان اس ایشو کو ڈیفر کر چکا ہے اور ہر مرتبہ میں نے احتجاج کیا ہے کہ ہم پوری تیاری کے ساتھ آ رہے ہیں لیکن اٹارنی جنرل صاحب تشریف نہیں لا رہے ہیں اور آج پھر آپ نے ان کی درخواست پیش کر دی ہے حالانکہ آج ان کو آنا تھا اور پچھلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر میرے احتجاج پر وزیر پارلیمانی امور نے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ اگلے سیشن میں وہ ضرور آئیں گے لیکن اس وقت جبکہ ان کی درخواست آ چکی ہے میرا فرض ہے کہ میں اس حقیقت کو سامنے لاؤں میری نگاہ میں ایوان کے استحقاق کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے، ایوان بار بار اٹارنی جنرل کو بلا رہا ہے، اور اٹارنی جنرل صاحب تشریف

[Prof. Khurshid Ahmed]

نہیں لا رہے۔ رہی یہ بات کہ انہیں کسی مقدمہ کی پیروی کرنا ہے تو مقدمے کے لیئے تو وہ یہاں ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی پہلی ذمہ واری یہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں آئیں اور پارلیمنٹ جب ان کو کال کرتی ہے تو اس معاملے میں کسی قسم کا دوسرا excuse جو ہے اسے بار بار سامنے لانا یہ محل نظر ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا فرمانا بالکل بجا ہے، مجھے صحیح طور پر یاد ہے کہ چیئرمین صاحب نے حکم فرمایا تھا اگلے اجلاس میں وہ تشریف لائیں گے۔ یہ تیسرا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے، میرے خیال میں جب اس معاملہ کی باری آئے گی تو تو منسٹر صاحبان ان کی جانب سے ریسپانڈ کریں گے جو وضاحتیں ہم نے یا ایوان نے ان سے چاہی تھیں۔ جب اس کی ٹرن آئے گی تو وزیر صاحب کا مؤقف بھی سن لیں گے شکریہ!

پروفیسر خورشید احمد: کیا دستور کے تحت اٹارنی جنرل کے behalf پر کوئی وزیر ریسپانڈ کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں وہ نہیں کر سکتا لیکن چونکہ ٹیکنیکلیٹیز اس میں involve تھیں ایک تکنیکی معاملہ تھا کہ یہ فنانس بل ہے یا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ٹرن آئے گی تو فخر امام صاحب ریسپانڈ کریں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: میرا فرض تھا کہ میں اس مقام پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروا دوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بالکل صحیح فرمایا آپ نے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ملک نعیم صاحب بھی ۲۰ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے انہوں نے ایوان کو مطلع کیا ہے اور ساتھ ساتھ چوہدری نثار صاحب آج کل سرکاری اجلاسوں میں مصروف ہیں وہ بھی شائد آج تشریف نہیں لا سکیں گے انہوں نے بھی آپ کی اطلاع کے لیئے عرض کر دیا ہے، شکریہ! جاوید جبار صاحب۔

MOTION UNDER RULE 236 TO DISCUS GULF SITUATION.

Mr. Javed Jabbar: Thank you Mr. Chairman. I had submitted a motion under Rule 236 earlier today asking for leave to move that in the sitting of the Senate on the 20th January, 1991, that the Provision of Rule 22 which set aside the Sunday as Private Member's Day. be suspended to enable the House to take up the single most important issue facing this nation, the Gulf, the whole Muslim world, if not the whole world itself, which is the situation in the Gulf. As you know, Mr. Chairman, in the past there have been many examples where due to the convenience or inconvenience of the Government Private Member's Day has been shifted from Sunday to another day and, therefore, I request and appeal through your courtesy to the leader of the House and the members of the Senate to support this motion.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں نے بھی ایک موشن پیش کی ہے کہ رول ۲۳۶ کے تحت مجھے اس بات کی اجازت دی جائے کہ خلیج کی صورتحال پر بحث کرنے کے لیئے رولز کو معطل کیا جائے اور اس سلسلے میں پرائیویٹ ممبرز ڈے کی اور دوسری تمام متعلقہ شقوں کو معطل کیا جائے تاکہ قاعدہ ۱۹۴ کے تحت ہم آج ہی خلیج کی صورتحال پر بات کرسکیں۔

حافظ حسین احمد: جناب میرے محترم دوست جاوید جبار صاحب اور پروفیسر صاحب نے خلیج کے بحران کے متعلق اس وقت تحریک التوا دی تھی جبکہ امریکی سامراج نے خلیج میں جنگ کا آغاز نہیں کیا تھا لیکن جونہی جنگ کا آغاز ہوا ۱۷ تاریخ کو میں نے ایک تحریک التوا پیش کی جبکہ امریکی سامراج نے خلیج میں جنگ کا آغاز نہیں کیا تھا لیکن جونہی جنگ کا آغاز ہوا ۱۷ تاریخ کو میں نے ایک تحریک التوا پیش کی لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پورا ملک

[Hafiz Hussain Ahmed]

ایک طرف ہے اور ہماری حکومت ایک ہے اور ہماری حکومت ایک طرف ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس اہم مسئلے پر ہمیں آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں ورنہ اس کے نتائج ہمیں بھگتنے ہوں گے میں یہی گزارش کروں گا کہ تمام کارروائی کو معطل کر کے اس اہم مسئلے پر آپ بحث کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Sir, I had also submitted an adjournment motion on this particular issue.

Syed Abbas Shah: Sir, I had also submitted a privilege motion regarding the speech of the Foreign Minister and it should be taken first.

Mr. Deputy Chairman: There are so many privilege and adjournment motions which we have to take up. Jehangir Shah Jogezai Sahib.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی۔ پوائنٹ آف آرڈر آج رات ساڑھے سات بجے وزیر اعظم صاحب نے تقریر کرنی ہے اس میں شاید بات ہو اس لئے آج اس کو چھوڑ دو

(مداخلت)

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میرا مطلب یہ تھا کہ وزیر اعظم کی تقریر کے بعد دو چار دن اس پر بحث کے لیے رکھیں تاکہ اس مسئلے کو اچھی طرح سے ڈسکس کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ نواب صاحب، جی قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف: میرے خیال میں ہاؤس کو وزیر اعظم کی رہنمائی کے لیے اظہار خیال کا موقع دیا جائے تاکہ وزیر اعظم جو بات کریں۔ وہ ہاؤس کی رائے کو پیش نظر رکھتے ہوئے کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, I point out to you vith deep regret that when the Senate is in session, one House of the federal parliament is in session, the Leader of he House chooses not to come to the Senate and instead hooses to address the nation through radio and television, he very media which are blacking out the popular sentiment f the people of Pakistan for the past four days. This is an nsult to the Senate. Why could not the Leader of the House come to the floor of the Senate and made that tatement here which could have been broadcast and telecast irectly from here? I am sorry to say that this Government's Head is not respecting the principles of Parliament.

جناب ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ورسعید صاحب ۔

اخونزادہ بہرہ ورسعید : جناب میری گزارش یہ ہے جس طرح نواب زادہ صا
نے تجویز کیا ہے کہ وزیر اعظم صاحب رات کو ایڈریس کر رہے ہیں ان کا ہمیں انتظار کر
چاہیے کہ وہ کیا پالیسی اختیار کرتے ہیں پھر اسے pursue کریں۔ یہ تیزی جو اس وقت
ہم دوستوں میں دیکھتے ہیں یہ تیزی پچھلے ۲۰ مہینے میں کیوں نہیں آئی "بڑے ایسے مسائل
آئے۔ اس وقت وہ کہاں بیٹھے ہوئے تھے اور تیسری چیز یہ ہے کہ اس وقت صدر
صاحب کے خطاب پر بحث جاری ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اخونزادہ صاحب آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے
پوائنٹ آف آرڈر پر کتنا لمبا بولیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ورسعید : جناب میں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ جو
تحریک پیش کی ہے اس کے متعلق ۔ ۔ ۔ ۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Akhunzada Behrawar Saeed, I request you please to have your seat. You have made your point and I have taken note of that.

<u>جناب شاد محمد خان</u>۔ پوائنٹ آف آرڈر، حضور! پرسوں بھی یہ تقریریں ہوتی رہی ہیں اور کل کا دن بھی اس کے لیئے وقت ہے میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری یہ قرارداد بھی اتنی ہی اہم ہے۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے کو اپنی جگہ پر رکھیں اور۔۔۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: I will give you an opportunity.

Mr. Muhammad Ali Khan: Leader of the House, do you want to say something?

<u>جناب محمد علی خان</u>۔ دوستوں نے اس ضمن میں تحاریک التوا دی ہوئی ہیں اور میرے ایک بھائی نے پریویلج موشن کے ذریعے بھی یہ مسئلہ آپ کے سامنے رکھا ہے۔ جہاں تک جاوید جبار صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب کا تعلق ہے انہوں نے قاعدہ ۲۳۶ کے تحت قواعد کو معطل کر کے قاعدہ ۱۹۴ کے تحت اس پر عام بحث کرنے کے لیئے عرض کیا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ عام ہاؤس کا خیال یہ ہے کہ اس کو ڈسکس کرنا چاہیئے آپ یہ ہاؤس کو put کریں اگر وہ اجازت دے کہ ہم بحث کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کریں۔

Mr. Deputy Chairman: Now the question before the House is:-

> "that as moved by Mr. Javed Jabbar and prof. Khurshid Ahmed and the subject has been taken in so many adjournment motions and privilege motions by the honorable Senators that under Rule 236 all the relevant rules be suspended and the Gulf situation be taken up under Rule 194 out of turn."

(The Motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: The motion is adopted. Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar: Since I happen to present the

motion Sir, I thank you very much for giving me the opportunity to take up this vital issue. Mr. Chairman, by a remarkable coincidence at this moment in our world history - there is a curious coincidence of two coalitions of what I would say magnificent contradictions - there is one coalition which is operating from the soil of Saudi Arabia and it calls itself a coalition of twenty six countries led and dominated by the United States of America. This is a coalition in itself of magnificent contradictions because if you look down the list of these twenty six countries you find some very strange bad fellows or shall we say sand fellows because never before on the sands of Saudi Arabia,

Mr. Deputy Chairman: Keeping the gravity of the subject in view I will request all the members and those who are occupying the seats in the galleries to kindly have the patience and listen to what the honorable members are forwarding their arguments. Thank you very much.

Mr. Javed Jabbar: On the one hand we find in this list of twenty six nations with religious, cultural and economic ideologies that dynamically oppose to each other - the countries that have bitterly opposed the national interests of each other - countries that have fought indeed with each other, if not physically, on the floor of the United Nations and of numerous other international conferences throughout history and yet we find this magnificent coalition of contradictions in Saudi Arabia of which the Pakistan is not a so proud member that is one coalition here closer to whom in Islamabad we find a second coalition - coalition of nine parties which went to the polls and which told the people that the previous Government had collaborated with a certain power and that it allegedly deserves to be ousted from office.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: Point of order Sir, the Speaker is going absolutely out of the scope of the matter under discussion. He has no right to refer to the present coalition and if he wants, he must refer to the past

coalition which she or he was member of.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اخونزادہ صاحب میری گزارش یہ ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ سب حضرات سے گزارش ہے کہ تھوڑی سی قوت برداشت سے کام لیں۔

Let him come to the conclusion.

اخونزادہ بہرہ ورسعید: اس topic پر وہ بولنا چاہتے ہیں وہ بولیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ان کو موقع دیں گے تو وہ بولیں گے۔ جی جناب جاوید جبار صاحب:

جناب جاوید جبار: یہ عادت سے مجبور ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری گزارش ہے کہ cross talk نہ ہونی چاہیئے بڑے تحمل سے اس ساری ڈبیٹ کو لینا چاہیئے اگر واقعی اتنا اہم موضوع ہے تو پھر اس سپرٹ میں اس کو لینا چاہیئے۔ اور اگر جاوید جبار صاحب irrelevant ہو جاتے ہیں تو ہم آپ کو بھی موقع دیں گے آپ ان کا جواب دے دیں۔ لیکن بیچ میں مداخلت نہ کریں۔

اخونزادہ بہرہ ورسعید: کولیشن کی کیا ضرورت ہے وہاں ۔ ۔ ۔ ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جتنے پوائنٹ آف آرڈر کم سے کم اٹھائے جائیں اتنا ہی بہتر ہوگا تاکہ ڈبیٹ کا کوئی مقصد حاصل ہو۔

Mr. Javed Jabbar: So, we were talking Mr. Chairman, of the coalition of nine parties - another magnificent contradiction - because what has been happening in this coalition there is one coalition practising unjustified excessive aggression against a fellow Muslim State from the holy sands and soil of Saudi Arabia of which Pakistan is a part and we find another coalition working from Islamabad in which out of the nine parties at least 3-1/2 parties have already declared that they do not accept tne foreign policy of the IJI Government and yet they are proud to claim themselves to be part. of the IJI. I have met members, leave those 3-1/2 parties that have publicly rejected the foreign policy of

the Government of Pakistan of which they themselves are a part, I have met members of the Muslim League who are arbitrarily opposed to the foreign policy which is being practised by the leadership of the Muslim League.

So, we have one magnificent contradiction piling up on another magnificent contradiction - two coalitions - and both coalitions are acting in defiance of the sentiments and views of the overwhelming majority of Muslim people throughout the Islamic World. This is a strange link. What the coalition is doing in Saudi Arabia and what the coalition is doing in Islamabad is against the basic sentiments and views of the poor overwhelming majority of Muslims throughout the world and this remarkable phenomenon Mr. Chairman, has arisen in the last seventy two hours. It is a phenomenon unprecedented perhaps in the political history because the people are leading the leaders - the leaders are still far behind. The people have left us far behind because the people have recognized a profound basic truth. They have understood that at the heart of both coalitions there is a great falsehood and a great haste and when the distinguished Minister of Foreign Affairs bothered to brief the Senate in August, 1990, on the strange and mysterious decision taken by the Caretaker Government to rush troops to Saudi Arabia without as much as consulting the Senate which was in session at that time and please note Mr. Chairman, how one time after the other the Senate as an institution, is by-passed? Whether it was my own Government but I am not happy with that aspect of my own Government and I have said so, whether it is my own Government or whether it is this Government or whether is was indeed the predecessor Government to our Government, they have not given the respect that Parliament is owed.

Today, I have given you an example, Parliament is in session. Where there is a parliamentary democracy, if the head of a government wants to make a policy statement he comes to parliament and he can have all the T.V. cameras, radios, microphones as many as he likes because we are

[Mr. Javed Jabbar]

never given the benefit of live telecast or broadcast except when the head of the state or head of the Government comes to the House. What prevented that from happening today? Is It that the head of a Government or heads of a Government do not really want to face public opinion? What would we have done? At the most I would have raised a point of order perhaps but I would not, in the national supreme interest, have tried to interrupt or interfere with the presentation of public policy on an issue so sensitive as this one. So, Mr. Chairman, the people of Pakistan today witnessed a tragic spectacle of two coalitions going diametrically against the vital interests of Pakistan, of the region and of the Muslim world.

I believe, Mr. Chairman, that the sentiments expressed by the people throw into the forefronts certain basic elements which require urgent review and reconsideration by the Government. What are these elements, Mr. Chairman? The first is undeniable that the invasion of Kuwait by Iraq is condemnable and unacceptable. There can be no two opinions about it. However, to undo one wrong committed by one state against another state, should we Pakistanis become a party to an even greater wrong being perpetrated by a larger number of states against the one single fellow Muslim state? You have an example of trespassing, someone walks into someone's house. alright, there are ways to proceed against someone who illegally takes over someone's house. You do not go and start demolishing the house of the trespasser. Has it ever happened? Is there any law in any part of the United States or the United Kingdom or the Soviet Union or China where it permits a group of people living in a neighborhood to take the law into their own hands to pass a resolution - go and start actually demolishing, destroying the house of some one who has committed a criminal offence? This is against the basic elements of common sense.

Unfortunately, Mr. Chairman, because we became a party to this whole conspiracy that was laid not in August

but in July, 1990, I recall to your attention the critical words addressed by the then U.S.A. Ambassador to Baghdad about three to four days before the invasion. What does the USA Ambassador tell the Government of Iraq regarding inter-Arab disputes? The words have been quoted. "The United States have no policy position on inter-Arab disputes." What are we to make of this most misleading and intriguing statement? Was it meant to encourage Iraq to take an action? So that it would have an opportunity to the western powers to first and finally gain a foothold in a region where they have been coveting the control for the past 40-50 years. If that is so, it is tragic that President Saddam acted in the manner that he should not;, because he created such conditions which on the face of it justified this kind of agression But why did we Pakistanis so gifted in foreign policy with a big foreign office, full of such enlightened people, headed by a person of so distinguished the stature as our Foreign Minister who has had a virtually uninterrupted exposure to foreign policy for over 10 years whom we claim has had such wisdom not only he but the whole team behind him. In dealing Afghanistan, did we not see the track that we were walking into; and at that time in August, 1990, when in two of our sittings there and at that time, protested, we were shouted down because it was assumed that we were just making a noise for the sake of making noise because we were in the opposition. But we advised them that their decision to send troops to Saudi Arabia would be a historic mistake because we were looking ourselves into a kind of round circle of fire over which we had no control, and that is exactly what we have done. We have got into one of those crazy rapidly increasing circulations of hastening without having any control. Look at the spectacle that we witness today.

I would like the Government of Pakistan to respond on the second element that they must reconsider having acquired the respectability from the United Nations which they used, which this coalition callously have used the United Nations to acquire respectability and they keep

[Mr. Javed Jabbar]

sending them. The United Nations, Secretary - General who sounds more and more like the spokesman for the State Department of the United States of America, I am sorry to say that the chief diplomat of the world today sounds like an apologist for western policy instead of being a firm and assertive.....

Mr. Deputy Chairman: Yes, please Barrister M. Zahoorul Haq on a point of order.

Barrister M. Zahoorul Haq: Mr. Chairman, I think it is very necessary that the Foreign Minister should be present in the House today.

Mr. Deputy Chairman: That is right but the Foreign Office has informed the Senate Secretariat and myself that the representatives of the Foreign Minister are sitting in the galleries because he is busy in some important meeting and he will be here sometime in the House. They have informed us and they are taking the notes. Thank you very much.

Yes, please Mr. Hussain Bukhsh Bangulzai.

جناب حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین، آپ نے یہ رولنگ دی کہ گیلریوں کے اندر فارن آفس کے نمائندے براجمان ہیں اور وہ نوٹس لے رہے ہیں۔ تو کیا اُن کو اس ہاؤس کا ایک حصہ سمجھا جا سکتا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, in a way. Let me finish, please. They are taking the notes right in the galleries.

Mir. Hussain Bukhsh Bangulzai: In the galleries.

Mr. Deputy Chairman: This motion was taken out of turn. So, the Foreign Office and the Foreign Minister were not informed to be here. Because the subject which we are discussing right now was not on the order of the day. But I had requested the Foreign Office and they have sent their representatives who are sitting in the galleries and are taking

notes. I think, the Foreign Minister will be in a position to respond to all the points..

Mir. Hussain Bukhsh Bangulzai: Alright Sir, I do agree with you.

مگر اس بات کو مثال نہیں بننا چاہیئے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں جی، یہ موضوع out of turn لیا گیا تھا اور آج فارن آفس کا کوئی کام ایجنڈے پر نہیں تھا ۔ اس لیئے ایسے ہوا ۔ شکریہ ۔۔۔۔ جی جاوید جبار صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد: آن پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب چیئرمین، آپ کو معلوم ہے کہ میں بہت احتیاط کرتا ہوں کہ کسی کی تقریر میں مداخلت نہ کروں لیکن آپ نے ایک ایسی بات کہی کہ مجبور ہوں کہ قواعد آپ کے سامنے رکھ دوں ۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: I do realize Professor Sahib. That was not in the context that they form part of the House but for the purpose that the Foreign Minister was supposed to be here, his representatives are sitting in the galleries and that will serve the purpose.

پروفیسر خورشید احمد: وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہے۔ لیکن ہاؤس میں پارلیمانی آداب یہ ہیں کہ اگر کوئی متعلقہ وزیر نہ ہو تو یہ ذمہ داری دوسرے وزراء کی ہے ۔ collective responsibility کے اصول کے تحت کہ وہ نوٹس لیں اور آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ گیلری میں کوئی شخص نوٹس نہیں لے سکتا، یہ پارلیمانی آداب کے خلاف ہے صرف ہاؤس کے اندر نوٹس لیے جا سکتے ہیں، یہ اصولی بات ہے اس کو ریکارڈ میں رکھیں ۔ just to straighten the record

Mr. Deputy Chairman: Prof. Sahib by convention it has been so. In the past history of the Senate for 6 years that the representatives of a department when the Minister concerned is not there, have been taking notes but still apart from that six full Ministers are here and they are also taking the notes.

Prof. Khurshid Ahmed: I have no objection to that.

Mr. Deputy Chairman: Let us just not make it an issue now.

Yes please Mr. Javed Jabbar. Thank you very much.

Mr. Javed Jabbar: Thank you, Mr. Chairman.

I was referring to the failure of the United Nations to ensure that the original purpose of the international consensus against the occupation of Kuwait was retained.

The United Nations and the member states of the United Nations allowed, I repeat Mr. Chairman, allowed a peaceful mandate to become a militarized mandate to be taken over by one or two western countries who are presently dominating the attack against Iraq and literally set back and allowed it to become a spectacle of United States Vs. Iraq or the United States or the United Kingdom Vs. the Muslim world. The United Nations really needs to learn one more bitter lesson from this experience.

Mr. Chairman, the next element that the Government should concentrate on is, of course, the paradox that on the one hand we have close and deep relations with Kuwait and Saudi Arabia, we do not want to offend them, whether the Government or Opposition would not want to damage relations with Kuwait and Saudi Arabia, we respect their sentiments, we respect all that they have done for us and at the same time we realize the difficulty of the situation. Iraq is a country that has not been supportive of Pakistan on many issues most prominently on Kashmir. It is said that in that historic resolution adopted by the Islamic Foreign Ministers under the Peoples Party Government in July-August 1990, Iraq was one of the countries which opposed the placement of Kashmir on the agenda. We also know Mr. Chairman, that domestically President Saddam Hussain has

adopted extremely anti-democratic and repressive policies. We know that but in the course of history Mr. Chairman, Pakistan has overlooked many such contradictions in fostering relations with other states not to mention the United States of America being the most prominent example. Today, the situation is that we have allowed ourselves to become part and parcel of a team of which Israel is a co-host, a compatriot aligning itself against a fellow Muslim state which like us ; is a member of the Organization of the Islamic Conference. Never before in Pakistan's troubled history have we ever faced such a profound contradiction and the Government needs to adjust this contradiction and give us a clear and purposeful answer.

With great regret Mr. Chairman, we have been following in the footsteps of someone else's foreign policy. This is not our foreign policy. This is not the foreign policy where you can say that these are the foot–steps of the Quaid-e-Azam, or the people who really recognize the true developmental and futuristic interest of Pakistan. Whether under an Islamic order, under a democratic order, this is a foreign policy which has been formulated elsewhere and thrust on us and we are simply marking time following blindly and obediently in the foot-steps marked out by some one else.

Mr. Chairman, the Government needs to explain to the people of Pakistan how is it that such excessive haste was shown by the coalition in Saudi Arabia in unleashing this aggression against Iraq in less than 24 hours after the expiry of the deadline when it was widely believed, as you know, that 48 to 72 hours after the expiry of the deadline it was widely believed throughout the world that it was possible for President Saddam Hussain to accept a formula that would, so to speak, save his face, preserve the principle of linkage and show that he had not been cowed down by the threat of military force and at the same time allowed a peaceful resolution. Many well informed analysts whom I met in New York just ten days ago were banking on that

[Mr. Javed Jabbar]

critical 48 and 72 hours period after the 15th of January. Why then was this extraordinary un-Godly haste shown when for forty years when resolution after resolution of South Africa, Palestine, Kashmir, you name it have got it, leave alone a force not one single American soldier has been sent to Kashmir to enforce a UN Resolution? How come suddenly the United States and the United Kingdom discover haste makes wisdom and haste makes justices? This is a new principle coined by the leadership of this Western dominated coalition. The Government of Pakistan needs to tell us today and I hope he does it at 7.30 , the leader of this House and Prime Minister of Pakistan, why was it necessary to launch that attack when less than 24 hours had elapsed after the deadline?

Sixthly, Mr. Chairman, the disproportionate volume of aerial bombing, has all hell broken lose on Iraq. Has Iraq suddenly launched one of those alleged nuclear weapons that it possesses? Even its worst critics conceive that Iraq did not fire the first shot. If Iraq had launched a Scud missile or had launched some other missiles you could have said right it was necessary to respond within 24 hours but not only have they responded in less than 24 hours they have unleashed 18,000 tonnes of bombs. And on the second day they have increased it to 22,000 tonnes of bombs on a country that did not fire the first shot, let us look through the annals of the military history and let those great enlightened analysts who appear ceaselessly on that channel called CNN tell us. Can they point a single instance out where a country has been bombarded in this way and how does the Government of Pakistan condone this? How can it condone such massive and excessive force? Punishment must be proportionate to the nature of the offence. This is the basic rule of Islamic law. It is a basic rule of universal law and those who talk so much of human rights and fundamental rights have violated it within 48 hours of the lapsing of that deadline.

Seventhly, Mr. Chairman, the Government of Pakistan

must tell us how is it now interpreting the geo-strategic aims of the western led coalition. Already there is a talk about possible division of Iraqi territory, already there is a talk of a possible re-drawing of the Middle Easte map. And this is not being said by Pakistanis. Obviously, this has emanated from Britain. It has emanated from the United States of America. The purpose is very clear to use this as a pretext and already create doubts and suspicions in fellow Muslim states. Motives have been ascribed to Turkey, that Turkey harbours some designs on some Iraqi territory. People have been saying may be the Kurds of Iraq will suddenly rise against the Government of Baghdad. this is a deliberate disinformational strategic planning to plant the seeds of doubt and create an environment in which Israel on the pretext that a few couple of harmless Scud missiles, I mean Scud missiles are known to be one of the most inaccurate if not the most in-effective modern missiles and just because Iraq is short of two Scud missiles and no fatalities have occurred, you hear nothing but Scud missiles add noisium from morning to evening ,on the chief spokesman's voice of United States policy.

So, the Government of Pakistan in its response to this situation Mr. Chairman, must answer how do we handle the new attempt to foster Israeli dominance of the Middle East using this as a pretext. What steps have we taken to ensure that western troops will not be posted for a longer tenure in Saudi Arabia on the pretext that Iraq continues to be a source of a major threat?

Eighthly, Mr. Chairman, how does the Government respond to this spontaneous outburst of feeling in Pakistan. We have already seen how the Government reacts, the Government's reaction is, shut it off on radio and television, if it does not exist on radio and television it does not exist on the ground. What saddens me is that there are such distinguished people in the Federal Cabinet and they are being party to a policy on the media which is taking us back a few dark

[Mr. Javed Jabbar]

decades. Do they really think that by blacking out the demonstrations that are pouring through the streets of the whole of Pakistan, we are going to be able to solve this problem or reconcile our contradictions? I, therefore, appeal to them to exert their considerable influence in making the media reflect the truth and the reality of Pakistani public opinion.

Lastly, Mr. Chairman, I believe that it is not enough for the Prime Minister to address the nation on Radio and Television. It is absolutely paramount that an emergency session of both the Houses of Parliament be convened in the next 48 hours, in the next 48 hours, so that a coherent foreign policy can be reformulated. At the moment Pakistan is a *'TAMASHA'*,, a spectacle, where the Government in office does not have the support of its own coalition on its own foreign policy. Forget the amusing part of it, what bothers me is the danger that it represents for the vital interest of Pakistan. You cannot conduct foreign policy when there is a *'Tamasha* going on in your own House. You have to have coherence, you have to have unity of purpose, a singularity of mission, and this we need within the next 48 hours if we are to become effective and calling for a cease-fire, in calling for an Islamic mission, in getting that United Nations to get up from its slumber and become more effective instead of handing it on a plate to the United States and the United Kingdom. If we are to become effective in international diplomacy and do our duty to save a fellow Muslim state from unjustified aggression and recover Kuwait from the occupation by Iraq, then a joint session of Parliament must be convened and a rationalized and a relevant foreign policy must immediately begin to be implemented. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد! جناب چیئرمین! میں نے بھی اسی موضوع پر ایک آزاد

تحریک آپ کی خدمت میں ایوان کے سامنے پیش کی ہے مجھے اس سے تو بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے بھائی سینیٹر جاوید جبار صاحب اب دوبارہ اپنے پرانے رول کی طرف آگئے ہیں اور ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں مجھے بڑی خوشی ہوتی اگر وہ اس مسئلے کو اصل مسئلے تک محدود رکھ کر بات کرتے لیکن بدقسمتی سے انہوں نے ایک اہم بین الاقوامی ملی اسلامی ایشو کو مقامی گروہی سیاست سے اس طرح ملوث کیا ہے کہ مجھے اس امر کے اعتراف پر خوشی ہے کہ یہ تحریک ہم نے مشترک پیش نہیں کی بلکہ الگ الگ پیش کی ہے تاکہ میں اپنے دلائل آپ کے اور ایوان کے سامنے مثبت طور پر رکھ سکوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قبلہ آپ حضرات سائیڈ والے لاؤنج میں تشریف لے جائیں تاکہ کم ازکم باقی وزراء اور باقی ممبران اس بحث کو بڑی غور سے سنیں گزارش ہے کہ آپ ہاؤس میں اگر تشریف لاتے ہیں توکم ازکم معزز اراکین کی تقریر کو غور سے سنا کریں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب میں آپ کی اس رہنمائی اور تعاون کا بڑا ممنون ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جب بیچ میں بات ہو رہی ہو تو خود مجھے سمجھ نہیں آتی کہ معزز رکن کیا فرما رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں سائیڈ ٹریک نہیں ہونا چاہتا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے کچھ دوستوں کو نو جماعتوں کا تعاون تو بڑا کھلتا ہے اور دور دور کی کوڑیاں وہ لاتے ہیں کہ ان میں فلاں معاملے میں اختلاف ہے اور فلاں معاملے میں ہم آہنگی موجود نہیں ہے لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ سیاست میں تنوع اور اختلاف کوئی بری چیز نہیں ہے یہ بڑی قابل قدر چیز ہے، یہ بڑی قابل فخر چیز ہے کہ اختلافات کے باوجود، تنوع کے باوجود مل کر کے لوگ چلتے ہیں ایک دوسرے کو اکاموڈیٹ بھی کرتے ہیں اور ان میں اتنی وسعت قلب بھی ہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

کہ ایک دوسرے کے اختلاف کو نہ صرف سنتے ہیں بلکہ برداشت کرتے ہیں۔ اس کے اظہار کا موقع دیتے ہیں ایک طرف ہمارے یہ دوست جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھول جاتے ہیں کہ پارلیمانی جمہوریت کی تو ایک بنیادی خصوصیت ہی یہ ہے کہ خود ایک پارٹی میں بھی اگر ایک سے زیادہ آرا پائی جاتی ہیں تو ان کا اظہار ہو دلیل کے ساتھ بات ہو پھر جس چیز کو اتفاق رائے سے یا اکثریت سے طے کر لیا جائے اس پر عمل کیا جائے۔ کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ نیوکلیئر پالیسی کے بارے میں برٹش لیبر پارٹی کے درمیان declared اختلافات رہے ہیں مائیکل فٹ، ٹائنبن، ایک نقطۂ نظر اختیار کرتے رہے، ہیرلڈ گروسن دوسرا، کھلی ہوئی حقیقت ہے لیکن اختلاف کے باوجود ایک پارٹی بھی چلتی ہے اس کے مختلف blocks اور گروپس بھی چلتے ہیں اور بہت سی پارٹیوں کی کولیشن بھی چلتی ہے۔

جناب والا! وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک طرف وہ پیپلز پارٹی ہے جو کہا کرتی تھی کہ اشتراکیت ہماری معیشت ہے۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے۔ اسلام ہمارا دین ہے اور ان تینوں کے جو تناقض ہیں جو contradictions ہیں وہ ان کو نظر نہیں آتے، جب ایک سیکولر پارٹی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ساتھ شیر و شکر ہوتی ہے ایک طرف ایم آر ڈی بناتے ہیں اور سات پارٹیاں ساتھ نہیں چل پاتیں، سولو فلائیٹ کی باتیں ہوتی ہیں اور جب چوٹ لگتی ہے تو اس کے بعد تحریک استقلال جس کے لیڈر نے کہا تھا کہ ہم بھٹو کو چوراہے پر پھانسی دیں گے، یہاں سے جانے نہیں دیں گے اور جس نے ۶ راگست ۱۹۹۰ء کے اقدام کو خوش آمدید کہا تھا اور کہا تھا کہ بالکل صحیح طور پر اسمبلی توڑی گئی ہے اور جس نے مڈٹرم انتخابات کا مطالبہ کیا تھا وہ اور پیپلز پارٹی اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی کولیشن بنتی ہے تو ان کو تضاد نظر نہیں آتا۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

جناب والا! میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں اور یہ جنگ یکطرفہ جنگ ہے یہ جنگ ایک war of aggression ہے جو مغربی اقوام نے عالم اسلام کے خلاف شروع کی ہے۔ اس لیئے جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ آپ ٹھنڈے دل سے میرے دلائل کو سنیں۔ میں کوئی جذباتی بات نہیں کروں گا میں چاہتا ہوں کہ ہم جو مؤقف بھی اختیار کریں دلائل کی بنیاد پر اختیار کریں لیکن یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم جرأت کے ساتھ، ایمان کے ساتھ اور حالات کے صحیح vision کے ساتھ فیصلے بھی کریں اور اقدام بھی کریں۔ جناب والا! میں سب سے پہلے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہم brute قوت کے ذریعے سے سیاسی نقشوں کی تبدیلی کو خلاف انصاف سمجھتے ہیں۔ اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی اور اس معاملے میں جس نے بھی غلطی کی ہے ہم اس کو مجرم سمجھتے ہیں ہم نے اس پر تنقید کی ہے ہم نے اس کو condemn کیا ہے اور ہم آج بھی condemn کرتے ہیں کہ عراق نے یکطرفہ طور پر کویت پر فوج کشی کر کے اس دور کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔ وہ ایک Act of aggression تھا اور اس پر عراق کو معاف نہیں کیا جا سکتا، اسے condone نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ان میں سے نہیں ہیں جو پارٹی بازی یا محض کسی سے دوستی کی بنیاد پر یا دشمنی کی بنیاد پر حق اور انصاف سے صرف نظر کرتے ہیں اس لیئے عراق کی اس غلطی کا اعتراف ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس پورے زمانے میں ہم نے مسلسل اس بات کی کوشش کی ہے کہ عراق کو اس کی غلطی کا شعور دلائیں اور اس سے مطالبہ کریں کہ وہ کویت سے واپس چلا جائے لیکن جناب والا یہ اتنی بات آسان نہیں۔ آپ کو بین الاقوامی سیاست کو سمجھنا ہو گا کہ کیا نقشہ بنا ہے اور یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ کس طرح ہو رہا ہے اس میں کون کیا رول ادا کر رہا ہے میں جناب والا! آپ کو یاد دلاؤں گا جس وقت ۱۹۷۳ء میں عرب ممالک نے اور خصوصیت سے شاہ فیصل رحمت اللہ علیہ نے oil weapon استعمال کیا وہ ایک ایسا جرأت مندانہ اقدام تھا جس کی بنا پر balance of economic power دنیا میں تبدیل ہونا شروع ہوا۔ اور یہی وہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

چیز تھی جس کو آج تک معاف نہیں کیا گیا اور کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ آج کے عرب حکمران جو کچھ شاہ فیصل نے حاصل کیا تھا اس پر پانی پھیر رہے ہیں تاریخ پیچھے کی طرف جا رہی ہے۔ مشرق وسطیٰ پر نوآبادیاتی دور کو واپس لایا جا رہا ہے انہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ کیا کھیل کھیل رہے ہیں اور اپنے لوگوں کے ساتھ کیا ظلم کر رہے ہیں۔

جناب والا! ۱۹۷۵ء میں امریکہ کے مشہور رسالہ "کمنٹری" میں امریکہ کے strategic expert Richard Ducker کا مضمون The Oil Weapon شائع ہوا تھا جس میں اس نے اس بات کو صاف الفاظ میں کہا کہ جب تک مغربی اقوام کا اور خصوصیت سے امریکہ کا تیل پر دوبارہ کنٹرول قائم نہیں ہو جاتا ہم safe نہیں ہیں اور اس وقت تک ہم اپنے عالمی کردار کو ادا نہیں کر سکتے۔ جناب والا! دوسرے الفاظ میں اسی بات کو خود کسنجر کئی بار کہہ چکا ہے۔ نکسن اپنی کتابوں میں اس کی طرف اشارہ کر چکا ہے۔ جتنی اہم چیزیں امریکہ سے آ رہی ہیں ان کے پس منظر پر آپ نظر ڈالیں تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ بنیادی مسئلہ یہ تھا کہ oil sources پر کس طرح قابو پایا جائے۔ اس وقت صورتحال یہ تھی کہ دو سپر پاورز تھیں اور ایک سپر پاور کے لیئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ unilaterally ایسا کوئی اقدام کر سکے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ایران کے انقلاب کے بعد امریکہ نے ساری قوت لگا دی تھی کہ کسی طرح ایران کو ختم کیا جائے Rapid task forces بھیجی گئیں، حملہ کیا گیا لیکن اس تمام کے باوجود چونکہ ایک بیلنس آف پاور سیاست میں مختلف تھا اس لیئے ایک حد سے آگے امریکہ نہیں بڑھ سکا ۱۹۹۰ء میں جو بنیادی تبدیلیاں آئیں ان میں ایک بڑی تبدیلی یہ ہے کہ اب دو سپر پاورز کی بجائے صرف ڈیڑھ سپر پاور ہے اور اس کی وجہ سے امریکہ کو ایک ایسا موقع حاصل ہو گیا ہے جس نے پورے علاقے کی سیاست اور آنے والے دور کا جو نقشہ ہے اسے متاثر کر دیا ہے۔ اس بات کو نظر انداز کرنا ایک blunder ہو گئی۔

جناب والا! اس پس منظر میں ایک دوسری چیز ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ایران کو ختم کرنے میں براہ راست مغربی اقوام ناکام

رہیں تو پھر انہوں نے اسی عراق کو اسی صدام کو جو آج ظالم بھی ہے جابر بھی ہے جارح بھی ہے، استعمال کیا اور ایران پر حملہ کروایا۔ جناب والا! میں کوئی secret ظاہر نہیں کر رہا ہوں یہ بات شائع شدہ ریکارڈ میں موجود ہے کہ جس وقت عراق نے ایران پر حملہ کیا ہے تو عراق نے اپنی ایئر فورس اردن منتقل کی تاکہ محفوظ مقام بنا سکے اور اس بات کی اطلاع امریکی سفیر نے اس وقت کے اسرائیلی وزیر اعظم مسٹر بیگن کو دی اور بیگن کو یقین دلایا کہ عراق کے جو جہاز اردن آرہے ہیں ان سے اسرائیل کو کوئی خطرہ نہیں ہے یہ امریکہ ہی کا پلان تھا اور پھر آٹھ سال کی جنگ میں کس نے صدام کو پیسہ دیا کس نے صدام کو سیاسی سپورٹ دی یہی امریکہ تھا یہی فرانس یہی روس یہی سعودی عرب یہی کویت تھے اور یہی صدام اس وقت بھی ظالم تھا ہم نے اس کے ظلم پر اس وقت بھی احتجاج کیا جس وقت کردوں پر اس صدام نے ظلم کیا ہم نے اس کے خلاف آواز اٹھائی لیکن اس وقت امریکہ خاموش تھا نام نہاد human rights تھے امریکہ خاموش تھا ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس وقت کوئی فکر نہیں تھی۔ اقوام متحدہ سو رہی تھی سکیورٹی کونسل کو اس کی خبر نہیں تھی یہ خبر چھ سال کے بعد آج ان کو پہنچی ہے جب صدام ان کے مفادات کے لئے چیلنج بن گیا ہے۔ جناب والا! اس آٹھ سال کی جنگ میں عراق کی پوری تائید تینوں مغربی اقوام نے کی اور بالآخر ایران کو کمزور کرنے کے لئے تباہ کرنے کے لئے انہوں نے عراق کو آگے کیا cease-fire, ہوا اور cease-fire ہونے کے بعد اسرائیلی لابی امریکہ اور مغربی اقوام نے یہ بات محسوس کی کہ عراق اب اس علاقے میں ایک اہم عسکری قوت بن گیا ہے جس کے نتیجے میں مشرق وسطیٰ میں بیلنس آف پاور ڈسٹرب ہو گیا ہے ان کا پورا پلان ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ اسرائیل ہمیشہ اکیلا ساری عرب ممالک کو پیٹ سکے ان کے دماغ میں بیلنس آف پاور کی یہ تعریف ہے۔ لیکن اس آٹھ سال کی جنگ کے جو مختلف اثرات نکلے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ عراق کے پاس ایک ایسی ملٹری پاور آگئی جس کے نتیجے میں اسرائیل کے لئے پہلی مرتبہ خطرہ پیدا

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہوا اور اسرائیل کے لیے ممکن نہیں رہا کہ وہ پوری طرح اپنے تمام ہمسایہ عرب ممالک کا مقابلہ کر سکے۔ یہ تھا وہ اصل مسئلہ اور یہ بھی میں کوئی راز فاش نہیں کر رہا ہوں، آپ امریکی اخبارات پڑھیئے رسائل پڑھیئے

پڑھیئے۔ کھلے بندوں اس بات کو کہا گیا ہے اور آج یہ جنگ جو لڑی جا رہی ہے یہ اسرائیل ہی کی جنگ ہے یہ Zionist کی جنگ ہے جیسے امریکہ لڑ رہا ہے جیسے برطانیہ لڑ رہا ہے جیسے فرانس لڑ رہا ہے اور بدقسمتی سے اس میں مسلمانوں کی فوجیں بھی شامل ہیں عرب کی فوجیں بھی شامل ہیں اور ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں کہ ہمارے اپنے سپاہی بھی وہاں پر موجود ہیں

جناب والا اصل مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ نے پہلے یہ کوشش کی کہ کسی طرح صدام کو مجبور کیا جائے کہ وہ از خود اپنی فوجی طاقت کو کم کرے۔ اس کے لیئے ہر ممکن پریشر استعمال کیا گیا اس کے لیئے قرضے دینے کے وعدے کیئے گئے اس کے لیئے مالی امداد کے وعدے کیے گئے اس کے لیے ہر قسم کی تائید لینے کی کوشش کی گئی جسے اس نے نہیں مانا۔ اس کے بعد اسے کارنر کرنے کی کوشش کی گئی کہ آئیل کی قیمتیں گرائی جائیں تاکہ اس کے لیئے ممکن نہ رہے کہ اپنے وسائل سے اپنی فوج کو سپورٹ کر سکے۔ امریکہ اور عرب ممالک نے سازباز کر کے اس بات کی کوشش کی کہ آئیل کی قیمتیں اوپر نہ ہونے پائیں۔ دوسری طرف کویت اور عراق کے جو کامن آئل فیلڈز ہیں ان میں سے کویت نے اوپیک کے فیصلوں کے خلاف عراق اور کویت کے ایک واضح معاہدہ کے خلاف تیل overdraw کیا اور کویت اور عراق کی بات چیت کے درمیان اس بات کو خود کویت نے تسلیم کیا۔ عراق کا یہ کہنا تھا کہ ۲.۴ بلین کا تیل پچھلے دو سال میں کویت نے ہماری مائنز سے overdraw کیا ہے اور کویت نے تسلیم کیا کہ ۱.۴ بلین ہم آپ کو compensate کریں گے۔ ایک بلین کا فرق باقی رہ گیا ہے۔

negotiations جولائی ۱۹۹۰ء میں ہوئیں جس میں اس بات کا اعتراف کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جنگ کے دوران عراق کو جو قرضے دیئے گئے تھے ان قرضوں کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا یہ وہ سارے پریشر تھے جو عراق پر ڈالے گئے تاکہ اس کے لیئے

مشکل سے مشکل تر کر دیا جائے کہ وہ اپنی معیشت یا فوجی قوت کو maintain کر سکے
ان حالات میں اس نے retaliate کیا اور اس نے ان تاریخی مطالبات کا اعادہ کیا جو
کویت کے کچھ علاقے پر عراق کا تھا اور اس کے بارے میں آپ کے سامنے یہ ریکارڈ
ہونا چاہیئے کہ برطانیہ نوری السعید کے زمانے میں جب وہ عراق کا پرائم منسٹر تھا
اس وقت تک عراق کے کلیم کو کچھ علاقوں تک مانتا رہا ہے۔ دوسری جنگ کے
دوران ایک طرف پولیٹیکل ایجنٹ انگریزوں کا کویت میں بیٹھا ہوا تھا دوسرا
پولیٹیکل ایجنٹ بصرہ میں بیٹھا ہوا تھا ان دونوں کے درمیان جو
notes exchange ہوئے ہیں وہ پبلک ریکارڈ پر موجود ہیں اور ان کے اندر ایک
دوسرے پر یہ دعوے کیئے گئے کہ فلاں علاقہ اس کا ہے اور فلاں علاقہ اس کا ہے
اور بالآخر پولیٹیکل ایجنٹ کویت نے sovereignty تسلیم کی برطانیہ کا جو پولیٹیکل
ایجنٹ بصرہ میں تھا اور اس کے نتیجے میں انہوں نے ۸ کلو میٹر تک extended
solid structures بنائے اور فوجی مقاصد کے لیئے اس کو استعمال کیا گیا اور یہ
سارے حقائق موجود ہیں لیکن ان سب کے باوجود میں کویت کا یہ حق تسلیم کرتا ہوں
کہ اس کے بارڈر میں کوئی تبدیلی negotiations, arbitration جو معروف سیاسی طریقے
ہیں اس کے بغیر نہیں ہونی چاہیئے تھی۔

جناب والا! یہ وہ پس منظر ہے جس کے نتیجے میں وہ crucial چیز پیدا ہوتی
ہے کہ پہلی جولائی کو عراق نے اپنی فوجیں آگے بڑھائیں اور کویت کے بارڈر تک فوجیں
لگا دیں۔ اس نے کوئی فوج سعودی عرب کے بارڈر پر نہیں لگائی، ساری فوجیں کویت
کے بارڈر کے خلاف لگائیں پہلی جولائی ۱۹۹۰ء اور اس کے بعد ۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء کو
امریکن سفیر کی صدام سے ملاقات ہوتی ہے اس کا Ma..am Aprel Glaspai
نام ہے، ایک طرف نہ صرف یہ بات کہی کہ یہ عربوں کا ایک family issue
ہے۔ کویت اور عراق کا اندرونی مسئلہ ہے۔ - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - . آپ لوگ جس طرح چاہیں اپنے

[Prof. Khurshid Ahmed]

معاملات کو طے کریں۔ اور اس کے بعد میں جناب والا quote کر رہا ہوں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

"We have no opinion on the Arab-Iraq conflict like your border disagreement with Kuwait. James Baker directed our official spokesman to emphasize this instruction."

یہ بات سفیر اپنی ذمہ داری پر نہیں کہہ رہی ہے بلکہ Secretary of State کی instruction پر کہہ رہی ہے اور پھر تاریخ یاد کیجیے ۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء جبکہ عراق کی فوجیں کویت کے بارڈر پر لگے ہوئے پورے چار ہفتے ہو چکے تھے۔ جناب والا اُس سے ایک دن پہلے ۲۴ جولائی کو

State Department spokeswoman Margret Tugveral جو جناب Secretary of State closest aides. میں سے ہیں اس نے یہ اعلان کیا۔ میں پھر quotation دے رہا ہوں آپ کو کہ "We do not have any defence treaties with Kuwait and there are no special defence or security commitments to Kuwait"

میں repeat کرنا چاہتا ہوں جناب والا یہ quotation ہے State Department official spokesmen کا

"We do not have any defence treaties with Kuwait and there are no special defence or security commitment to Kuwait."

ذرا اور آگے بڑھیئے جناب والا! ۳۱ جولائی، پہلی اور ۲ اگست کو فوج کشی ہوئی ہے۔ ۳۱ جولائی کو Assistant Secretary of States John Kil بعینہ یہی الفاظ استعمال کرتا ہے اپنی testimony میں ہاؤس کے سامنے، ہاؤس کمیٹی کے سامنے، کہتا ہے کہ کویت سے ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہے کویت کا دفاع ہماری ذمہ داری نہیں ہے اور یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ عربوں کا اپنا معاملہ ہے یہ ۳۱ جولائی

کی بات ہے جناب والا! اس کے بعد پہلی اگست کو جدہ میں میٹنگ ہوتی ہے، امریکہ ایک طرف کویت سے کہتا ہے کہ ڈٹ جاؤ کوئی concession نہ دو اور دوسری طرف عراق نے جو کچھ کہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ ان سب کے باوجود میں فوج کشی کا دفاع نہیں کرتا۔ عراق نے جو کیا غلط کیا۔ لیکن یہ ہے وہ پس منظر جس میں عراق نے ۲ تاریخ کی صبح کو اپنی فوجیں بھیجیں۔

اس کے بعد جناب والا! بات ختم نہیں ہوجاتی۔ اگر سعودی عرب کو خطرہ تھا تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ۲ اگست ۱۹۹۰ سے لے کر کے اور ۱۱ اگست ۱۹۹۰ تک پورے نو دن ہیں۔ ان نو دنوں میں کوئی evidence ہے کہ سعودی بارڈرز violate ہوئے ہوں۔ سعودی عرب نے اپنی فوجیں اپنی بیرکس سے نکال کر محاذ پر لگائیں۔ میں پھر repeat کرتا ہوں یہ سوال۔ کیا کوئی evidence موجود ہے اس بات کی کہ ان پورے ۹ دنوں میں اگر سعودی عرب کو فی الحقیقت کوئی خطرہ تھا تو کیا سعودی عرب کی فوجوں نے اپنی بیرکس سے نکل کر اپنے بارڈرز کی طرف کوئی movement کی ۷ تاریخ کو امریکہ اپنی فوجیں بھیجتا ہے۔ اور جناب والا! میں پھر یہ بات کہتا ہوں کہ یہ فوجیں جس طرح بھیجی گئی ہیں وہ یہ ہے کہ "ہمیں بلاؤ یا نہ بلاؤ ہم آرہے ہیں"۔ میں دہرا رہا ہوں یہ بات اس لئے کہ مجھ سے یہ بات اُن لوگوں نے کہی ہے جو اس معاملے میں ایک ایک منٹ کی development سے واقف تھے۔ نام لینا میں حکمت کے خلاف سمجھتا ہوں لیکن امریکہ کا attitude یہ تھا کہ ہم آرہے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی کوئی choice نہیں، ۷ تاریخ کو امریکہ کی فوجوں نے آنا شروع کیا ہے اور اس کے بعد ۱۰، اور ۱۱ کو پہلی مرتبہ خود سعودی فوجیں جو ہیں وہ باہر نکلی ہیں ٹیلی وژن کے اوپر آئی ہیں اس سے پہلے ٹیلی وژن پر کوئی چیز نہیں آئی پہلی تاریخ سے، ۲ تاریخ سے لے کر ۷ تاریخ تک خود سعودی عرب کے ٹی وی اور ریڈیو تک کے اوپر کویت میں جو فوج کشی ہوئی ہے اس کو بیان نہیں کیا گیا۔

میں اور آگے بڑھتا ہوں جناب والا، خود جناب جارج بش

[Prof. Khurshid Ahmed]

نے یہ الفاظ استعمال کئے

We have drawn a line on the sand along the border of Kuwait and Saudi Arabia

یہ وہ الفاظ ہیں جو امریکی صدر نے استعمال کیے ہیں فوجیں بھیجنے کے بعد، انہوں نے یہ بات کہی کہ ہم صرف سعودی عرب کے ڈیفنس کے لئے جا رہے ہیں۔ جارج بش on record ہے کہ ہم نے صرف اپنی فوجیں سعودی عرب کے ڈیفنس کے لئے بھیجی ہیں کویت کی liberation کے لئے نہیں بھیجیں۔ جناب والا! اس کے بعد پوزیشن بدلنی شروع ہوئی، اس لئے کہ اصل مقاصد کچھ اور تھے۔ اصل مقصد نمبر ایک مڈل ایسٹ میں جو balance of power بدلا ہے یعنی اسرائیل کے خلاف ہوا ہے اس کو دوبارہ اسرائیل کے حق میں کرنا ہے اس کے تین ہی طریقے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ صدام کی فوجی قوت کو تباہ کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ریجن میں جو باقی مسلمانوں کی فوجی قوت ہے اس کو بھی تباہ کیا جائے۔ اور جنگ میں دونوں تباہ ہو رہے ہیں۔ دوسری چیز اسرائیل کو مزید اتنا دے دیا جائے کہ اسرائیل اس changed situation کا مقابلہ کر سکے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ کل Patriot Missiles امریکہ نے اسرائیل بھیج دیئے ہیں اور نہ صرف بھیج دیئے ہیں بلکہ جناب والا! امریکی فوجی پرسانل ان کے ساتھ گئے ہیں۔ اور اس طرح اب جو جنگ ہو رہی ہے اس میں امریکہ کی فوجیں بیک وقت سعودی عرب میں بھی موجود ہیں اور اسرائیل میں بھی موجود ہیں۔ اور امریکہ ان دونوں مقامات کی لڑائی لڑ رہا ہے۔ جناب تیسرا راستہ یہ ہے کہ امریکہ اور یہ مغربی اقوام مستقل اس ریجن میں اپنے military presence کا انتظام کر رہے ہیں اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ بیک وقت یہ تینوں کام ہو رہے ہیں۔ ہم اندھے ہوں گے اگر ہم ان حقائق کو نہ دیکھیں۔ ہم اپنے کو دھوکہ دیں گے اگر ہم بھول جائیں کہ مسلمانوں کے خلاف کیا سازش ہے جو آج ہو رہی ہے۔ اور ہم خود آج اس کے اندر آلۂ کار بن گئے ہیں، یہ تینوں کام ہو رہے ہیں۔ لیکن یہی راستہ ہے کہ مسلمانوں کی قوت کو تباہ کرنے کا، جناب والا! یہ پہلا مقصد تھا۔ دوسرا

مقصد یہ ہے کہ مڈل ایسٹ کے تیل پر مڈل ایسٹ کے ممالک کو sovereignty حاصل نہ رہے، کنٹرول حاصل نہ رہے۔ اور یہ براہ راست امریکہ کے کنٹرول میں رہے۔

جناب والا! تیسرا مقصد یہ ہے کہ جو changed world situation واقع ہوئی اور جس کے نتیجے میں امریکہ ورلڈ سپر پاور بن گیا، اور دنیا کی سیاست بدل رہی ہے بالکل ایک نیا رول امریکہ ادا کرنا چاہتا ہے اور یہ چیز صرف امریکی سیاستدان نہیں کہہ رہے بلکہ مجھے دکھ ہے کہ امریکی دانشور اور امریکی سکالرز جو اپنی آزادی اور اپنی integrity کے بڑے راگ الاپتے رہتے ہیں وہ مشہور مضمون End of History جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اب دو سپر پاورز کا دور ختم ہو گیا ہے اب ایک امریکہ پوری دنیا کا بلاشرکت غیرے حکمران ہے اور اس طرح اب ہم تاریخ کے اختتام کو پہنچ گئے ہیں۔ ہیگل کے تاریخ کے فلسفے کے ایک پس منظر میں یہ ساری باتیں پیش کی جارہی ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ نیٹو غیر موثر ہو گئی ہے اب نیٹو کی افواج کو رکھنے کے لئے مڈل ایسٹ کی سرزمین چاہیئے۔ اب مغربی اقوام کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کے لئے ایک نئے colonial arrangement کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے وہاں کی فوجیں یہاں منتقل کی گئی ہیں۔ جناب والا! آئندہ یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ جرمنی متحد ہو رہا ہے۔ یورپ کا خود ایک معاشی مفاد بن سکتا ہے۔ جاپان کا اپنا معاشی مفاد ہے۔ اس وقت تک یہ سب امریکہ کے تابع ہیں لیکن آہستہ آہستہ ان میں اپنی عزت اپنی غیرت اپنی آزادی کا احساس پیدا ہو رہا ہے یہ سر اٹھا رہے ہیں۔ ان کو کیسے دبایا جائے گا۔ آئندہ ان کو دبانے کے لئے بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ آئل پر امریکہ کا قبضہ ہو۔ امریکہ مڈل ایسٹ سے صرف دس فیصدی اپنی آئل کی ضروریات کا امپورٹ کرتا ہے اور اس کے پاس alternate sources موجود ہیں، نائیجیریا کے، ارجنٹینا کے۔ اس لئے اس کی محتاجی اتنی شدید نہیں لیکن جرمنی، ویسٹرن

[Prof. Khurshid Ahmed]

یورپ، جاپان، ان کا بڑا انحصار مڈل ایسٹ آئل پر ہے۔ لیکن مڈل ایسٹ آئل کے ذریعے امریکہ، یورپ اور جاپان پر political leverage استعمال کرے گا۔ یہ اس کی تیاری ہے یہ اس کی طرف اقدام ہے۔ یہ ہے نقشہ سیاست کا اور ہمیں اس کے لئے نہ صرف pawn کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے اور ہم willing pawn بنے ہوئے ہیں۔

جناب والا! اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان وجوہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ جنگ عراق کویت کی جنگ کی بنا، پر نہیں۔ یہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہے۔ اس کے لئے پوری تیاریاں کی گئی ہیں۔ اس کے لئے مسائل کو mobilize کیا گیا ہے اور اس طرح جو تھوڑا بہت وقار یو این او کا تھا وہ خاک میں مل گیا ہے۔ آج صورت حال یہ ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یو این او کے اندر U ، تو یو ایس اے کا ہے اور باقی سب کے لیے No ہی No یہ کیفیت ہے UNO کی۔ یو این او کو مجبور کیا گیا۔ روس کو pressurize کیا گیا ہے، پیسہ دیا گیا ہے۔ اس کو کہا گیا ہے کہ تمہیں ضرورت ہے اس وقت اقتصادی امداد کی؟ ہم تمہیں اقتصادی امداد دیں گے تمہیں ضرورت ہے اس وقت military protection کی اس لیئے کہ جو uprisings ہو رہی ہیں۔ ان کے خلاف ہم تمہیں تحفظ دیں گے۔ اور امریکہ ہی نہیں کویت کی (government in exile جس کے پاس ایک سو بیس بلین عوام کا پیسہ ہے۔ وہ کہاں جا رہا ہے۔ وہ جنگ میں جھونکا جا رہا ہے یا وہ دیا جا رہا ہے ایسٹرن یورپ کی معاشی ترقی کے لیئے۔ وہ دیا جا رہا ہے روس کی معاشی ترقی کے لیے۔ سعودی عرب، چار بلین ڈالر کی tip روس کو دیتا ہے۔ کس لیئے؟ اس لیئے کہ وہ سیکورٹی کونسل کے اندر ویٹو استعمال نہ کرے۔ اس کے باوجود چائنا نے مخالفت کی، اگر نہیں کی تو کم از کم ووٹ نہیں دیا۔ تین دوسرے ممبروں نے ووٹ نہیں دیا۔ یو این او کو unanimous ہر وقت یہ لوگ کہتے ہیں۔ لیکن جو ووٹ حاصل ہوا ہے پندرہ جنوری کے لیئے وہ unanimous vote نہیں ہے۔ جن لوگوں نے

تائید کی ہے، وہ بھی امریکہ نے pressurize کر کے تائید کروائی ہے۔ اس طرح سے یو این کا نام اس پورے کام کے لیئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! کیا اقوام متحدہ کا یہ ایک ہی ریزولیوشن ہے جو کسی aggressor کے خلاف استعمال کیا گیا ہے؟ کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے کہ امریکہ نے خود گرینا ڈا میں یہی کیا جو عراق نے کویت میں کیا۔ امریکہ نے ابھی پچھلے سال پاناما میں کیا کیا۔ کیا پاناما ایک sovereign country نہیں ہے۔ کیا پاناما کے ہیڈ آف دی سٹیٹ پر جو بھی آپ کے دوسرے دلائل ہوں، آج تک مقدمہ نہیں چلا سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب آپ؟

پروفیسر خورشید احمد: جی آپ مجھے موقع دیں۔ نماز کے بعد پھر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ تو پھر بیس منٹ کے بعد دوبارہ ملتے ہیں۔ اس وقت ایوان کو ملتوی کرتے ہیں۔ بہت شکریہ جی۔

(نماز مغرب کے لیئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

بعد از وقفہ جناب ڈپٹی چیئرمین (سید محمد فضل آغا) کی زیر صدارت ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب جی۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین میں عرض کر رہا تھا کہ اس جنگ سے امریکہ کے اصل مقاصد کیا ہیں۔ میں نے تین چیزوں کا ذکر کیا تھا۔ سب سے پہلا یہ کہ امریکہ، جو بیلنس آف پاور اس علاقے میں بدل گیا تھا، اور جو مختلف اتفاقی واقعات کی بنا پر مسلمانوں، عربوں کے حق میں ہو گیا تھا (اسرائیل کے مقابلے میں) اس صورت حال کو تبدیل کرنا اور اسرائیل کی عسکری بالادستی کو دوبارہ قائم کرنا، یہ ان کا پہلا مقصد ہے۔ دوسرا مقصد جناب والا یہ ہے کہ تیل کے جو وسائل مڈل ایسٹ کے ہیں جن پر عربوں نے ایک حد تک اپنی Sovereignty اپنا اختیار ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی مختلف طریقوں سے اس اختیار کو مندمل کرنے

[Prof. Khurshid Ahmed]

کی کوششیں ہوئی ہیں لیکن اب اس ہاتھ کو کاٹ دینا اور آئل پر ڈائریکٹ اپنا قبضہ قائم کرنا یہ اس کا دوسرا مقصد ہے۔

تیسرا جناب والا! مقصد یہ ہے کہ جو عالمی نقشہ تبدیل ہوا ہے اور جس میں اب ایک ہی سپر پاور سمجھتی ہے کہ وہی دنیا کی dominant power ہے وہ یہ دیکھ رہی ہے کہ کس طرح دوسروں کو اپنے قابو میں رکھا جائے اور ان کے اوپر لیوریج استعمال کیا جائے۔ روس پر ایک طریقے سے یہ لیوریج استعمال ہو رہا ہے اور اس کے بعد پھر یورپ اور جاپان یہ دو نئے poles of power ہو سکتے ہیں جو ابھر رہے ہیں چونکہ ان کا انحصار مڈل ایسٹ کے تیل پر ہے اس لئے مڈل ایسٹ کے تیل پر قبضہ کر کے ان کے اوپر اپنے اثرات کو بڑھایا جا رہا ہے جناب والا! میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کاش عربوں کی، مسلمانوں کی آنکھیں اب بھی کھل جائیں۔ جناب والا! مسلمانوں کا یہ سارا علاقہ دولت عثمانیہ کے تحت ایک علاقہ تھا یہ مغربی سازشیں اور ہماری کمزوریاں تھیں ہماری لیڈرشپ کا نفاق تھا جس کے نتیجے میں مختلف قسم کی قومیتیں ابھریں عرب اور ترک لڑے عرب اور عرب لڑے عرب اور کرد لڑے اور اس طرح ہماری طاقت پارہ پارہ ہو گئی اور جو نقشہ بنا ہے یہ نقشہ بھی سامراجی قوتوں کا بنا ہوا ہے اور مجھے صاف نظر آ رہا ہے کہ جو کچھ اس وقت کیا جا رہا ہے اس نقشے کو اب دوبارہ بدلا جا رہا ہے سعودی عرب کے ٹکڑے کرنا اردن کو صفحۂ ہستی سے ختم کر دینا، عراق کی تقسیم، یہ ساری کی ساری چیزیں وہ ہیں کہ جن پر اس وقت سازشیں ہو رہی ہیں منصوبے بنائے جا رہے ہیں اور جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اس کے یہ سارے پہلو ہیں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ امریکہ جو اس وقت دنیا کا پولیس مین بن کر ابھر رہا ہے اور محض اس بنا پر کہ اسے فوجی قوت حاصل ہے معاشی اور مالی قوت اس کی گر رہی ہے جناب والا! اس وقت امریکہ دنیا کا اس سے کہیں زیادہ مقروض ہے جتنی باقی دنیا اس کی مقروض ہے۔ جناب

والا! آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ نے پچھلے سال صرف ایک
Banking Network SNL کے نتیجے میں ایک اعشاریہ چار ٹریلین ڈالر اور یہ ایک اعشاریہ چار ٹریلین ڈالر صرف آپ کی یاد دہانی کے لیے عرض کروں کہ پوری تیسری دنیا کا جو آج قرضہ ہے وہ صرف ایک اعشاریہ تین ٹریلین ڈالر ہے اس سے بھی ایک بلیئن ڈالرز زیادہ صرف ایس این ایل کی بنا پر یعنی نقصان ہوا ہے یا bad debt ہے، یہ وہ حالات ہیں جن کی بنا پر معیشت کھل رہی ہے، گر رہی ہے، امریکہ کی معیشت کوئی مضبوط معیشت نہیں لیکن اسے military adventurism کی ضرورت ہے تاکہ دوسروں کے وسائل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنی معاشی اور مالی کمزوری کو دبائے اور محض فوجی قوت کی بنا پر دوسروں کو اپنے قابو میں لائے۔ جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں میں نے خود یہ بات کہی ہے کہ عراق نے کویت میں aggression کیا اور ہم سب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ کویت بحال ہو عراق کی فوجیں وہاں سے واپس جائیں یہ اس کا طریقہ ہے سوال یہ ہے کہ کیا ہندوستان نے کشمیر میں aggression نہیں کیا کیا اقوام متحدہ کی قرار دادیں اس پر گواہ نہیں ہیں لیکن اقوام متحدہ نے کیا کیا اس aggression کو لوگوں کو یاد دلانے کے لیئے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آج کشمیر میں مجاہدین حریت اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں پچھلے ایک سال میں تین ہزار افراد شہید ہوئے ہیں تیس ہزار کو گرفتار کیا گیا ہے ہزاروں مکانوں کو نذر آتش کیا گیا ہے اور اس طرح کیا گیا ہے کہ تین تین سو مکانوں کے پورے کے پورے محلے کو آگ لگا دی گئی ہے، سری نگر ٹائمز اور سری نگر کے اخبارات کے اندر جو تصویریں شائع ہوئی ہیں کہ جلی ہوئی لاشیں اور ہڈیوں کے ڈھانچے ہیں جن کے انبار لگے ہوئے ہیں یہ ظلم و تشدد کسی کو یاد نہیں آتا، اقوام متحدہ کی قرار دادیں کسی کو یاد نہیں آتیں فلسطین میں کیا ہو رہا ہے کیا اسرائیل نے خود اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق ناجائز قبضہ کیا ہے ایک نہیں ۲۵ قرار دادیں اقوام متحدہ کی موجود ہیں اسرائیل کے خلاف وہ جو امریکہ نے ویٹو نہیں کیئے درجنوں وہ ہیں جن کو امریکہ نے ویٹو کر دیا

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہے لیکن نرم الفاظ کرتے کرتے بھی ۲۵ قرار دادیں ایسی ہیں جو اسرائیل کے خلاف اقوام متحدہ نے پاس کی ہیں ان کو نافذ کرنے کے لئے کیا کوشش کی گئی ہے ۔ چلئے چھوڑئیے مسلمانوں کا معاملہ ہے کیا روس نے ہنگری پر حملہ نہیں کیا تھا اور ہنگری کے وزیر اعظم ہمرے ناش نے کیا مغربی اقوام کو نہیں پکارا تھا کہ آؤ میری مدد کرو، کون گیا تھا aggression کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا روس کی فوجوں نے چیکوسلواکیہ پر ٹینک کشی نہیں کی تھی؛ کیا اندرے جبشک نے آنسو بہا کر ٹی وی پر نہیں کہا تھا کہ آؤ ہماری مدد کرو، آزاد قوم والو، آزاد دنیا والو، کون آیا تھا اس کی مدد کرنے کے لئے، کیا رہوڈیشیا نمبیبیا، جنوبی افریقہ میں aggression نہیں ہوا ؟ روس نے افغانستان میں فوج کشی کی ایک بار نہیں مسلسل دس سالوں تک اقوام متحدہ جنرل اسمبلی قرار دادیں پاس کرتی رہی اور ۱۱۸ سے لے کر کے ۱۲۲ افراد تک نے اس کے حق میں ووٹ دیا، کیا کسی نے فوج کشی کی بات کی ؛ ایگریشن کو خالی کرانے کے لئے افغانستان میں لڑے ہیں تو مجاہدین لڑے ہیں امریکی نہیں لڑے تو جناب والا! ایگریشن ہے لیکن اس کو خالی کرانے کا طریقہ ہے اس کے لئے آپ نے کیا کیا ہے ۔

میں جناب والا! آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ نئی قسم کی ڈپلومیسی ہے یہ ایک ایسا سیاسی حل ہے کہ آپ عراق کو terrorize کرتے ہیں، bully کرتے ہیں آپ ایک شخص کے سینے پر پستول تان کر اسے کہتے ہیں کہ آؤ بات کرو، یہ بات کرنے کا طریقہ ہے آپ نے sanctions کا اعلان کیا اور اس کے بعد پوری دنیا میں اس کے لئے فضا بنائی ہے ۔ ابھی sanctions نے کام شروع نہیں کیا تھا اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل بھی کہہ رہا ہے کہ sanctions کو وقت دو لیکن آپ نے کہا کہ نہیں ہم قوت استعمال کریں گے فوج پانچ ہزار سے لے کر اس وقت تک ساڑھے پانچ لاکھ فوج وہاں بھیجی۔ ٹیکنالوجی، جو زملنے کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ ٹیکنالوجی ہے یہ تمام آپ نے وہاں موبلائز کی ہے آپ نے ایک دن میں دو ہزار سارٹیز اس کے خلاف بھیجی ہیں اٹھارہ ہزار ٹن اسلحہ بارود آپ نے پہلے دن جاکر ان کے اوپر ڈالا ہے

اور آپ کہتے ہیں بات چیت کرو، بات چیت کرنے کا طریقہ ہے، دنیا کے کسی ملک کے ساتھ آپ نے بات چیت کے لیے یہ راستہ اختیار کیا تھا۔ انسان کی عزت بھی ہوتی ہے۔ ٹھیک ہے صدام نے بڑی غلطیاں کی ہیں اور اس زمانے میں بہت سے initiative لیئے گئے جو اس نے respond نہیں کیا لیکن ساتھ ہی آپ کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگر آپ کسی کے سینے پر پستول تان کر اس سے کہیں کہ تم امن کی بات کرو تو یہ طریقہ امن کی بات کرنے کا نہیں اور امریکہ نے یہ راستہ اختیار کیا آخری قرارداد بھی آپ دیکھ لیجئے اس کے الفاظ کیا ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں کہ

All possible means shall be used اس میں کہیں لفظ جنگ نہیں استعمال کیا گیا کہیں فوج کشی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا کہیں حملہ کرنے کی بات نہیں کی گئی اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے ایک بار نہیں پانچ چھ بار اس کی یہی تعبیر کی ہے کہ اقوام متحدہ کی جو قرار دادیں ہیں وہ صرف یہ کہہ رہی ہیں All possible means shall be applied اس نے کہیں یہ نہیں کہا کہ فوج کشی فوراً کر دو لیکن یہ سب ایک بنا بنایا منصوبہ ہے امریکہ جو کھیل کھیل رہا ہے ہم اس کے اندر شریک ہوئے ہیں عرب ممالک اس میں شریک ہوئے ہیں اور یہ افسوسناک اور شرمناک بات ٹھیک ہیں غلطیاں ہوئی ہیں

لیکن ان غلطیوں کی اصلاح بھی ہمیں خود کرنی چاہیئے۔ initiative اس کے اندر ہمیں لینا چاہیئے۔

جناب والا! اس کے جو economic consequences ہوئے ہیں اس کا فائدہ جنگی صنعت کو ہوگا وہ وار انڈسٹری جس کے orders کم ہو رہے ہیں وہ وار انڈسٹری جو امریکہ میں پچھلے تین سال سے پریشان تھی کہ اب عراق ایران جنگ ختم ہو گئی ہے اب افغانستان میں بھی جنگ کم ہو رہی ہے اب recession کا سامنا ہونا ہے اس وار انڈسٹری کی لابی نے فائدہ اٹھایا ہے اور فائدہ اٹھائے گی لیکن باقی ساری دنیا کے لیئے کیا کیفیت ہے۔ recession میں ابھی انگلستان سے آرہا ہوں اور اسی ہفتے جو فگرز وہاں release ہوئی ہیں وہ یہ ہیں کہ جنگ کے بعد پہلا سال ہے کہ ۴۲ ہزار

[Prof. Khurshid Ahmed]

کمپنیاں صرف ایک سال کے اندر دیوالیہ ہوئی ہیں اور یہ کیفیت ترقی یافتہ ممالک کی ہے اور پھر تیسری دنیا کے ممالک۔ مسئلہ صرف تیل کی قیمت کا نہیں تیل کی قیمت کو تو اس وقت عمداً نیچے لایا گیا ہے لیکن پورے ملک کی معیشت خاص طور پر تیسری دنیا کے ممالک کی معیشت نہایت ہی سخت بحرانی کیفیت سے دوچار ہے اور جو فائدہ ۴۰ سال کی developmental efforts سے نہیں ہوا۔ اس سے کہیں زیادہ نقصان اس ایک جنگ سے تمام ممالک کو پیش آرہا ہے۔

جناب والا! مالی نقصان جان کا نقصان سیاسی نقصان اور اس پورے علاقے میں ایک نئے امپیریل دور کو شروع کرنے کی کوشش یہاں کے سیاسی نقشے کو تبدیل کرنا اور من مانے انداز میں اس کا ایک نیا نظام بنانا یہ وہ تمام کھیل ہے جو کہ کھیلا جا رہا ہے اور اس کھیل میں ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر شریک ہوئے ہیں

جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں جس وقت عراق نے کویت کے اوپر حملہ کیا ہے میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے سب سے پہلے اس کو condemn کیا اس کے خلاف بیان دیا اس کے بعد جس وقت امریکہ کی فورسز سعودی عرب پہنچی ہیں تو میں نے اس کی مخالفت کی اور میں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے ساتھ بڑا ظلم ہے اور یہ محض عراق کو پریشان کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ اس پورے کے پورے ایریا پر اپنا تسلط جمانے کے لئے ہے۔ پھر میں صدر مملکت سے ملا اور میں نے ان سے ادب سے درخواست کی کہ آپ اس علاقے کے بزرگ سیاستدان ہیں، آپ کا فرض ہے کہ آپ گھر سے نکلیں اور مسلمان ممالک کے حکمرانوں کے پاس جائیں ان کا دروازہ کھٹکھٹائیں ان کے ضمیر کو جھنجھوڑیں ان سے کہیں کہ تم کیا کر رہے ہو ہم نے ایک سو سال تک سامراجی قوتوں سے لڑ کر ان کی فوجوں کو واپس بھیجا تھا آج ہم سینہ کھول کر ان کی فوجوں کو دوبارہ لا رہے ہیں۔

جناب والا! یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے یہ ہمارے دین و ایمان کا مسئلہ ہے اس لئے کہ جزیرۃ العرب، یہاں پر علماء موجود ہیں میں ان سے سننا چاہتا ہوں۔

بلا شبہ جزیرۃ العرب کی ایک تعریف تو حرمین شریفین ہے کہ وہ حدود عرب جس میں کوئی غیر مسلم داخل نہیں ہو سکتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ پورا جزیرۃ العرب ایک خاص دینی حیثیت رکھتا ہے اور خیبر کے واقعہ کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس جزیرے میں دو دین جمع نہیں ہوں گے اور اس تاریخ کے بعد سے آج تک میرے علم کی حد تک کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ جزیرۃ العرب پر غیر مسلموں کو ایسی فوجی عسکری یا سیاسی قوت حاصل ہوئی ہو جو خود ایک مرکزی طاقت بن جائے اسے مسلمانوں نے کبھی گوارا نہیں کیا حتیٰ کہ Crusade کے پانچ سو سال میں بھی غیر مسلم فوجیں جزیرۃ العرب میں کبھی نہیں آئیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ جزیرۃ العرب میں اس وقت اصل فوجی قوت اصل عسکری طاقت امریکیوں کی ہے انگریزوں کی ہے عیسائیوں کی ہے یہودیوں کی ہے مسلمانوں کی نہیں ہے اور یہ ہے وہ سانحہ جسے ہم ایماناً برداشت نہیں کر سکتے۔ جناب والا! یہ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے ہمارے سیاسی مستقبل کا مسئلہ ہے یہ اس پورے علاقے کی آزادی کا مسئلہ ہے یہ پورے علاقے کی معیشت کو سنبھالنے کا مسئلہ ہے یہ محض کوئی جذباتی یا وقتی چیز نہیں ہے اور میں جو باتیں بھی کہہ رہا ہوں وہ پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ اور پورے حقائق کے ساتھ کہہ رہا ہوں اس لیے جناب والا! اس وقت فوری طور پر ہمیں اس چیلنج کو چیلنج سمجھنا چاہیئے جو وقت ضائع ہو گیا جو امکانات ہم نے کھو دیئے اور جو حماقتیں ہم نے کیں جن میں پاکستانی فوج کو بھیجنا شامل ہے میں اس سے واقف ہوں کہ سعودی عرب سے ہمارے خصوصی تعلقات ہیں اور ہمیں اس کے اوپر فخر ہے۔ سعودی عرب نے بھی پاکستان کی مالی سیاسی اور دینی اعتبار سے مدد کی ہے اور ہم نے بھی الحمد اللہ اپنی حد تک حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ۱۹۸۳ء میں جب ان کی ضرورت تھی ہم نے ان سے فوجی معاملات میں معاہدہ کیا اور اپنی فوجیں بھیجیں۔ آج جتنی فوجیں وہاں ہیں اس سے زیادہ بھیجیں کسی نے اعتراض نہیں کیا اس لیئے کہ ایک برادر مسلمان ملک کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے اور اس وقت بھی اگر امریکی فوجیں وہاں پر نہ آتیں اور سعودی عرب تمام مسلمان

[Prof. Khurshid Ahmed]

ممالک سے کہتا کہ آؤ ہماری مدد کرو تو خدا کی قسم ہم سب اس کی مدد کرتے عوام جاتے اور ہماری فوجیں جاتیں لیکن امریکیوں کے جھنڈے تلے امریکیوں کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اور امریکی سامراج اور استعمار کو یہاں پر مستحکم کرنے کے لئے مسلمانوں کی فوجیں استعمال ہوں یہ شرم کی بات ہے یہ فخر کی چیز نہیں ہے۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ نئی حکومت کی بھی ذمہ داری تھی اس نے بہت مشکل حالات میں ذمہ داری سنبھالی لیکن اسے فوراً initiative لینا چاہیئے تھا اور میں نے اس سلسلے میں محترم وزیر اعظم کو بار بار متوجہ کیا اور اس کے بعد پھر تین وزرائے خارجہ کی میٹنگ ہوئی جس میں ایران ترکی اور پاکستان کے وزیر شامل تھے۔ اس موقعہ پر پاکستان نے او آئی سی کے غور کرنے کے لیئے بات کی مجھے خود ان تمام وزرائے خارجہ سے ملنے کا موقع ملا انٹرویو کرنے کا موقع ملا اور میں نے ہر ایک سے پوری دلسوزی کے ساتھ کہا کہ یہ وقت سائیڈز لینے کا نہیں یہ وقت اس آگ سے مسلمانوں کو بچانے کا ہے ابھی بھی چند دن باقی ہیں نکلیئے اور اس آگ کو بجھانے کی کوشش کیجیئے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی حقیقی مؤثر کوشش نہیں کی گئی۔

جناب والا! میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں مسلمان تنظیموں اور تحریکوں نے خود بھی اس بات کی کوشش کی اور مجھے یہ شرف حاصل ہے۔ اس صورت حال کے پیدا ہونے کے ایک مہینے کے اندر اندر ستمبر میں، میں اور ۷ لیڈر مختلف مسلم ممالک کے نکلے اور ہم نے پورے چار ہفتے صرف کیئے۔ ہم نے اردن میں وہاں کے بادشاہ اور ولی عہد سے ملاقات کی، ہم سعودی عرب گئے، ہم نے شاہ فہد سے ملاقات کی، شہزادہ نائف سے ملاقات کی، پرنس سعود سے ملاقات کی، پرنس ترکی سے ملاقات کی، رابطہ عالم اسلامی کے لیڈروں سے ملاقات کی، علماء سے بھی ملاقات کی، کویت سے جو لوگ آئے ہوئے ہیں ان سے ملاقات کی، ان کے وزراء سے، ان کے علماء سے ملاقات کی پھر ہم بغداد گئے ہم نے صدام سے ملاقات کی، اس کے اسسٹنٹ سے ملاقات کی۔ ایران گئے اور ہم نے پوری کوشش

اس بات کی کی کہ کوئی مسلم initiative آگے آئے۔ اور کسی طریقے سے یہ جنگ رُکے یہ حالات آگے نہ بڑھیں اور میں یہ بات کہتا ہوں کہ ہم سے گفتگو میں ان سب نے اپنی خواہش کا اظہار کیا بلاشبہ ایک طرف اپنی اپنی سیاسی پوزیشن پر وہ لوگ قائم تھے لیکن دوسری طرف ڈائیلاگ اور سیاسی حل نکالنے کے لیئے کوششوں کو encourage کرتا اور یہ کہنا کہ یہ کام جاری رکھیئے سب نے ہمیں یہ مشورہ دیا ہم نے آکر اپنی گورنمنٹ کو پوری رپورٹ دی۔ دوسرے مسلمان ممالک کی رپورٹ دی تاکہ دیکھیئے یہ پوزیشن ہے لیکن اس کے بعد اب یہ کام حکومتوں کا ہے کہ وہ آگے بڑھیں لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان حکومتوں نے اپنا کردار ادا نہیں کیا۔

جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے۔ کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے کہ دنیا میں جب کبھی کہیں بھی جنگ ہوتی ہے فوراً جنگ بندی کی باتیں ہوتی ہیں۔ فوراً سکیورٹی کونسل کا اجلاس بلایا جاتا ہے اور سکیورٹی کونسل کا اصل مقصد ممالک پر جنگ کرنا نہیں ہے جنگ کی کیفیت کو روکنا ہے یہ یو این چارٹر میں اس کا پہلا مقصد ہے۔ جناب والا! میں سب سے پہلی چیز یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور مسلمان ممالک کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس جنگ کے تماشائی نہ بنیں۔ اس آگ سے ہاتھ نہ تاپیں۔ اس آگ کو بجھانے کی کوشش کریں۔ اور یہ دیکھیں کہ اس میں کسی ایک کی بھی سائیڈ لینا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ ہم سعودی عرب کی بھی عزت کرتے ہیں، ہم عراق کی بھی عزت کرتے ہیں ہم ان میں سے کسی ایک کی آنکھیں بند کر کے تائید کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں، کہ آگ دونوں کو جلا رہی ہے۔ نقصان مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔ وسائل ہمارے ضائع ہو رہے ہیں، اور جنگ کا خرچہ بھی ہم سے لیا جا رہا ہے یہ نقصان مسلمان امت کا نقصان ہے اس لیئے اس کو دور کرنے کی کوشش کیجیئے۔

میں جناب والا یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ ضرور مضبوط ہے اس کے پاس فوجی قوت بھی ہے لیکن اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سپر پاور بھی اپنی limitations رکھتی ہے کوئی سپر پاور ایسی نہیں ہے اس دنیا میں جس کی limitations نہ ہوں۔ امریکہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

ویت نام میں اس کا تجربہ کر چکا ہے یہی B-52 bomber اور F-6، سب وہاں استعمال ہوئے تھے لیکن پانچ سال کی جنگ کے بعد امریکہ کو ناک رگڑ کر وہاں سے واپس جانا پڑا۔ جناب والا! روس بھی ایک سپر پاور تھا اور روس نے بھی جب افغانستان پر فوج کشی کی تو اسی دعوے پر کی تھی کہ چند ہفتوں کا معاملہ ہے ہم بھسم کرکے رکھ دیں گے۔ سکارچ ارتھ پالیسی جس پر آج امریکہ، عراق پر عمل کر رہا ہے اسی پہ روس نے عمل کیا تھا۔ اور اپنی ٹیکنالوجی کے فخر پر کیا تھا لیکن کیا ہوا، ۸ سال بعد روس کو واپس جانا پڑا اور نہ صرف اس کو واپس جانا پڑا بلکہ افغانستان ہی نہیں چھوڑا مشرقی یورپ بھی چھوڑا۔ اور لالے پڑ رہے ہیں۔ اب روس کی اپنی ریاستوں میں بالٹکس ریاستوں میں آج جو کچھ ہو رہا ہے، اور یہ بھی قدرت کا ایک تازیانہ ہے کہ تم عراق پر کویت کے لئے حملہ کرنے کو چلے گئے ہو لیکن لتھوانیا میں جو کچھ روسی فوجوں نے کیا ہے اس کے بارے میں تم نے کیا کیا۔ U.N.O. Resolution بھی نہیں صرف بش صاحب نے ایک بیان دے دیا کہ کہیں اس سے ہماری آنے والی summit جو ہے وہ خطرے میں نہ پڑ جائے۔ یہ ہے تمہارا تضاد، یہ ہے تمہارا double standard۔ جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ سپر پاور کی بھی limitations ہیں اور امریکہ پورے عالم اسلام کی مستقل نفرت اور دشمنی مول لے رہا ہے۔ اس کردار سے جو آج وہ خلیج میں ادا کر رہا ہے اور یہ بات صرف میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ چار انڈر سیکریٹریز آف سٹیٹس کا بیان آیا ہے ابھی جس میں انہوں نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

"Four former (Assistant Secretaries of U.S.A. State Department) who have been experts of this region a war would create hostility among the people of the area against the USA."

جناب والا! اس وقت میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ دنیا بھر کے مسلمان، عرب، غیر عرب، وہ جو صدام کے ستم زدہ ہیں، جنہوں نے صدام کے ہاتھوں

سے چوٹیں کھائیں جو صدام کو ظالم اور جابر سمجھتے ہیں لیکن اُن سب کی ہمدردیاں اس وقت امریکہ کے خلاف اور صدام کے ساتھ ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی وہ حکومتیں بھی جو ساتھ دے رہی ہیں امریکہ کو ان کے متعلق جاننا چاہیئے کہ اُن کے عوام ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ ترکی کی پوزیشن یہ ہے میں ابھی وہاں سے آرہا ہوں، ترکی میں پانچ لاکھ افراد نے استنبول میں، انقرہ میں، ازمیر میں مظاہرے کیئے ہیں۔ اس بات کے خلاف کہ ترکی اپنے اڈے استعمال کرنے کی اجازت دے رہا ہے، الجیریا میں صبح بی بی سی کی خبر تھی کہ دس لاکھ افراد نے مظاہرہ کیا ہے۔ لیبیا میں اس جنگ کے خلاف دس بارہ لاکھ کا اجتماع ہوا جس کی قیادت قذافی نے خود کی ہے۔ انگلستان جہاں پچھلے پانچ چھ دن میں نے گزارے، کوئی ایک دن نہیں ہے جبکہ مقامی افراد بھی خاص طور سے وہ تمام گروپ جو جنگ کے خلاف ہیں لیبر پارٹی میں آپ کو معلوم ہے کہ دو front benchers نے openly ووٹ دیا ہے اپنی پارٹی کے خلاف اور back benches پر بیٹھنا پسند کیا۔ مسلمانوں نے ہر مسجد میں، خصوصیت سے جمعتہ المبارک کو کانفرنسیں کر کے مظاہرے کیئے ہیں اور یہ کہا ہے کہ یہ جنگ مسلمانوں کی تباہی کے لیئے ہے اور اس جنگ کو ختم ہونا چاہیے۔

یہی کیفیت پاکستان کے مسلمانوں کی ہے اگر آپ پاکستان کے مسلمانوں کے جذبات کو نہیں سمجھتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو عوام کے جذبات سے isolate کر لیا ہے۔ عوام میں جائیے اور دیکھیئے اُن کے کیا جذبات ہیں۔ یہ مسئلہ عراق کی تائید اور سعودی عرب کی مخالفت کا نہیں بلکہ مسئلہ دونوں کے بچانے کا ہے۔ مسئلہ مسلمانوں کو بچانے کا ہے اور مسئلہ استعماری قوتوں کی مخالفت کا ہے۔ اس لیے اصل issue کو سمجھیئے اور پھر اُس طرح کا کردار ادا کرنے کی کوشش کیجیئے۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ آپ کا ٹیلی ویژن اور ریڈیو امریکی خبروں کو اس سے زیادہ پروجیکٹ کر رہا ہے۔ جو خود امریکہ یا انگلستان کا ٹیلی ویژن نہیں کر رہا۔ آپ کو معلوم ہے کہ انگلستان کے ٹیلی ویژن میں بھی مخالف رائے کو پروجیکٹ

[Prof. Khurshid Ahmed]

کیا جاتا ہے، میں خود آج صبح تک دیکھتا رہا ہوں کہ اگر انہوں نے تین چوتھائی وقت اپنی بات کو پیش کرنے پر صرف کیا ہے، تو ایک چوتھائی وقت کم از کم انہوں نے اپوزیشن کے view point کو دینے کے لیئے بھی صرف کیا ہے انہوں نے تمام demonstrations دکھلائے ہیں discussions ہوئے ہیں لوگوں کو موقع دیا ہے حتیٰ کہ خود مسلمانوں کو انگلستان میں موقع دیا ہے کہ وہ ٹیلی ویژن پر آئیں اور وہاں یہ بات کہیں کہ ہم اگر جنگ کی مخالفت کر رہے ہیں تو اس کا کوئی مقصد برطانیہ کی حکومت کی مخالفت نہیں بلکہ یہ ایک بین الاقوامی issue ہے یہ ایک مسلم issue ہے اور ہم اس issue پر ان وجوہ کی بنا پر یہ بات پیش کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کا ریڈیو اور ٹیلی ویژن حقائق کو پیش نہیں کر رہا، عوام کی ترجمانی نہیں کر رہا۔ یہ وہ ظلم ہے جو آپ اپنے ساتھ کر رہے ہیں اس لیئے کہ ہر وہ قیادت جو حقائق سے صرفِ نظر کرتی ہے جو حقائق پر پردہ ڈال کر سمجھتی ہے کہ ہم محفوظ ہو گئے وہ اسی کبوتر کی طرح ہے جو بلی کو حملہ آور دیکھ کر کے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خطرہ ٹل گیا۔ خطرہ ٹل نہیں گیا بلی آپ کو نوچ لے گی۔ یاد رکھیئے کہ حقائق سے جس نے بھی اغماز کیا ہے وہ کبھی حقائق کی گرفت سے بچ نہیں سکا ہے۔

میں جناب والا! سب سے پہلا مطالبہ یہ کرتا ہوں کہ حکومت پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کے جذبات کو محسوس کرے، ایوان کو اعتماد میں لے۔ جو خیالات اس ایوان میں پیش کیئے جا رہے ہیں، قومی اسمبلی کو بلائیں، اُن کو سنیں اور اُن کو سُننے کے بعد وہ پالیسی اختیار کریں جو عوام کی امنگوں اور خواہشات کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی بُری بات نہیں ہے۔ دوم یہ کہ پاکستان کو Political initiative فوراً لینا چاہیئے اور اس معاملے میں زیادہ سے زیادہ مسلمان ملکوں بلکہ مغربی اقوام کو بھی آپ ساتھ ملائیں اور آپ یہ دیکھیں کہ جرمنی نے اس وقت سب سے زیادہ concern کا اظہار کیا۔ جرمنی میں سب سے پہلے ۱۶ تاریخ کو یہ واقعہ ہوا اور پہلا مطالبہ ۱۷ تاریخ کو جرمنی میں دستخطوں کی مہم شروع ہو گئی ہے اس مقصد کے لیئے کہ

سیکیورٹی کونسل کو بلایا جائے۔ جرمن گورنمنٹ نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ cease fire کے لیئے کوئی نہ کوئی راستہ نکالا جائے۔ میں پوچھتا ہوں کہ cease - fire کی بات ہم کیوں نہیں کرتے آگ لگی ہوئی ہے۔ آپ کیوں نہیں اُٹھتے اور آگے آکر کہیں کہ ٹھیک ہے جو کچھ ہوا وہ ہوا لیکن ہمیں اس آگ کو بجھانا ہے cease -fire ہونا چاہیئے۔ اسرائیل پر اگر عراق نے میزائل پھینکے ہیں تو اس لئے پھینکے ہیں کہ اسرائیل اس میں involve ہے یہ پوری جنگ اسرائیل کی جنگ ہے لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں تو کوئی ایک بھی نہیں مرا لیکن سارا مغربی پریس کانپ رہا ہے کہ ہائے اسرائیل پر حملہ ہو گیا ہائے اسرائیل پر حملہ ہو گیا۔ لیکن یہ انہیں کبھی نظر نہیں آیا کہ غزہ اور ویسٹ بنک میں اسرائیلی روزانہ کس طرح عربوں کو شہید کر رہے ہیں بچوں کو، عورتوں کو، بوڑھوں کو، وہ انہیں کبھی نظر نہیں آیا۔ اس وقت جو شہری بغداد میں مارے جا رہے ہیں۔ ان کی کسی کو خبر نہیں وہ انسان نہیں تھے۔ انسان صرف اسرائیلی ہیں۔ human rights صرف وہاں پائے جاتے ہیں۔ تو یہ دوغلا پن ختم ہونا چاہیئے۔ اس کا راستہ یہی ہے کہ ہم جنگ کو رکوا نے peace process کو ایک نئی زندگی دینے کی ہم کوشش کریں۔ اس کا راستہ یہ ہے کہ پاکستان، ایران اور دوسرے ممالک ایک طرف تنظیم اسلامی کانفرنس کو بلائیں۔ اسلامی کانفرنس کی تنیظم کس مصرف کی ہے ؟ اسلامی کانفرنس کی تنیظم اُس وقت جبکہ مسلمان ممالک جنگ کی لپیٹ کے اندر ہیں اُس وقت بھی وہ بیدار نہیں ہوتی تو پھر مجھے ڈر ہے کہ اُس کی یہ نیند کہیں موت کی نیند نہ بن جائے۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کو بیدار کیجیئے۔ سیکورٹی کونسل کے ضمیر کو جھنجھوڑیئے وہ تمام ممالک جنہوں نے اب تک پوری طرح الحاق نہیں کیا ہے انہیں ساتھ ملائیے چین اس معاملے میں ایک رول ادا کر سکتا ہے۔ جرمنی اس معاملے میں ایک رول ادا کر سکتا ہے۔ وہ تمام ممالک جنہوں نے ووٹنگ میں شرکت نہیں کی وہ سب اس معاملے میں ایک رول ادا کر سکتے ہیں۔ سیکورٹی کونسل کو محض امریکہ کی لونڈی نہ بننے دیجیئے بلکہ اس کو جھنجھوڑیئے

[Prof. Khurshid Ahmed]

اور اسے بیدار کیجیئے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ ساری دنیا میں اس وقت جنگ کو ختم کرنے کے لیے جو عوامی کوششیں ہو رہی ہیں خواہ وہ مسلمان کر رہے ہوں یا عرب کر رہے ہوں یا غیر مسلم کر رہے ہوں اور امریکہ میں آپ کو معلوم ہے کہ روزانہ لاکھوں افراد ہر شہر میں سڑکوں پر نکلے ہوتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی قوت نہیں ہے۔ اسے mobilize بھی کیجیئے اور اسے کیش بھی کیجیئے۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ پاکستان گورنمنٹ اپنا رویہ بدلے۔ عوام کو اعتماد میں بھی لے اور عوام کے جذبات کا احترام بھی کرے۔ پاکستان ٹی وی، پاکستان ریڈیو اپنے attitude کو بدلے۔ وہ وائس آف امریکہ نہیں ہے۔ اسے وائس آف پاکستان بننا ہے اور اگر وہ پاکستان کے عوام کے جذبات اور خود حقائق کی ترجمانی نہیں کرتا تو اس قوم کے ساتھ یہ dis-service ہو گی۔ جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جنگ بڑھ رہی ہے اور جنگ بڑھے گی۔ اگر امریکہ یہ سمجھتا تھا کہ چوبیس گھنٹے میں وہ عراق کو ختم کر دے گا تو یہ اس کی خوش فہمی تھی میں نے خود اپنے کانوں سے انگلستان میں ریڈیو اور ٹی وی پر یہ اعلانات سنے کہ ہم نے پہلے چوبیس گھنٹے میں عراق کی ۸۰ فیصد پاور ختم کر دی ہے اور اس کے چوبیس گھنٹے بعد انہوں نے کہنا شروع کیا کہ نہیں، پچاس فیصد۔ پھر کہا کہ نہیں، اس کا ایک معتد بہ حصہ، اور اب وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جنگ لمبی جائے گی۔ ابھی صرف aerial war ہے۔ اس سے پہلے دن کوئی aerial combats نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن third day aerial combats ہوئے ہیں۔ سکڈ میزائل استعمال ہوئے ہیں۔ اور ابھی ٹینکوں کی جنگ، آرٹلری کی جنگ فوجیوں کی جنگ، خدانخواستہ اگر یہ سب چیزیں ہوتی ہیں تو یہ صرف مزید تباہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ جو لوگ اس کو کویت کا liberation issue سمجھ رہے ہیں وہ بڑی خوش فہمی میں ہیں۔ یہ کویت کی destruction کی جنگ ہے۔ اس کے نتیجے میں وہاں سارا شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو جائے گا،

خدا کے لیئے اُسے اس صورت حال سے بچائیے۔ اور اس کا ایک ہی راستہ ہے
اور وہ راستہ یہ ہے کہ سیاسی عمل کو متحرک کیجیئے۔ اور سیاسی عمل کو متحرک کرنے
کے لیے سیکورٹی کونسل کی میٹنگ بلانا، جنرل اسمبلی کال کرنے کی کوشش کرنا اسلامی کانفرنس
کی تنظیم کو متحرک کرنا مسلمان، عرب اور دوسرے وہ تمام ممالک جو directly
involve نہیں ہیں انہیں متحرک کرنا۔ یہ وقت اسلام آباد میں بیٹھنے کا نہیں ہے۔
یہ وقت ہے کہ وزیر اعظم باہر نکلیں۔ بیرون ملک جائیں اور مسلمان سربراہان
مملکت سے ملیں۔ وزیر خارجہ باہر نکلیں۔ جائیں اور جاکر لوگوں کو تیار کریں۔
اور اس طریقے سے ایک نیا کردار ادا کریں۔ اور وہ کردار کیا ہے؟ وہ کردار یہ ہے
جنگ فوری طور پر بند ہونی چاہیئے نمبر ۲۔ عراق کویت سے نکلنے کے لیئے، بات
چیت کا دروازہ کھولنے کے لیئے تیار ہو۔ یہ کہنا کہ فوراً نکل جاؤ
un-reasonable ہے۔ لیکن commitment to withdraw اور اس کے لیئے
dialogue یہ ضروری چیز ہے۔ جنگ بند ہو۔ عراق negotiation کے لیئے تیار ہو۔
نمبر ۳۔ فوجوں کا replacement یعنی امریکی فوجیں واپس جائیں اور اس کی جگہ مسلم
ممالک کی یا third world countries کی یا یورپ کے غیر جانبدار ممالک
کی امن فوج آئے کہ UNForce آئے کہ جو بیچ میں temporary arrangement کے
لیئے سیکورٹی کا ذریعہ بنے چوتھی چیز uncompromisable linkage with
Palestine issue ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عراق نے یہ اعلان کر کے کہ میرا کویت
کا قبضہ اور اسرائیل کا occupied lands پر قبضہ برابر ہے اس بات کا اعتراف
کر لیا کہ عراق aggressor ہے۔ اس نے تسلیم کر لیا ہے اس بات کو کہ میں اسرائیل
ہی کے مقام پر کھڑا ہوں۔ لیکن ساتھ ہی اس کا یہ کہنا کہ اگر میں اپنی اس بات کو
مانتا ہوں تو تم بھی دوسرے تقاضے پورے کرو، تو یہ ہے دراصل scenario
اور یہ linkage بے حد ضروری ہے۔ یہ وہ چار نکات ہیں جن پر آج بھی اس جنگ
کو روکنے اور peace initiative کو سامنے لانے کا ایک فریم ورک بن سکتا

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہے ۔ یہ وہ کام ہے جو پاکستان کو کرنا چاہیئے ۔ یہ وہ کام ہے جو ایران کو کرنا چاہیئے ۔

میں ایران کی قیادت کی ضمیر سے اپیل کرتا ہوں ۔ انہوں نے امریکہ کو شیطان اعظم کہا تھا ۔ انہوں نے امریکہ کا مقابلہ کرنے کا دعویٰ کیا تھا ۔ سوال یہ ہے کہ آج وہ بھی ہماری طرح آزمائش میں ہیں، trial پر ہیں ۔ تاریخ ان کو جانچے گی ۔ محض ان کے دعوؤں سے نہیں، ان کے کردار سے ۔ اگر وہ امریکہ کی مخالفت میں سچے ہیں تو آج انہیں خاموش تماشائی نہیں ہونا چاہیئے ۔ انہیں آگے بڑھنا چاہیئے انہیں ایک مثبت کردار ادا کرنا چاہیئے ۔ تاکہ اس علاقے میں امریکہ کی بالادستی کو ختم کیا جا سکے ، اور میں یہ یقین رکھتا ہوں ، گو آج ہم کمزور ہیں ۔ لیکن اللہ کمزوروں کے ساتھ ہے ۔ تاریخ یہ سبق دیتی ہے کہ جتنے ظالم جتنے جابر جتنے طاقتور اس دام میں آئے ہیں کہ وہ محض اپنی قوت کی بنیاد پہ دوسروں کو ختم کر دیں گے ۔ بالآخر تاریخ ان کی قبر بن جائے گی ۔ روس اس دعویٰ کے ساتھ یہاں آیا تھا اور مجھے یقین ہے کہ امریکہ کا یہ اقدام ، امریکہ کے زوال کا سبب بنے گا اس کا ذریعہ بنے گا اور آنے والا ضرور دیکھے گا کہ یہاں تاریخ بدل رہی ہے ۔ وہ حکمران جو امریکہ کے سہارے اقتدار میں رہنے کے خواب دیکھ رہے ہیں ، ان کے خواب پورے نہیں ہوں گے ۔ اور امریکہ اگر اس علاقے میں ایک نئے تسلط کا خواب دیکھ رہا ہے اور منصوبے بنا رہا ہے تو یہ منصوبے خاک میں ملیں گے انشاءاللہ ۔ وقت لگے گا لیکن اس کے لئے مسلمان عوام کو اٹھنا ہوگا ۔ یہ محض کوئی جذباتی بات نہیں ہے ۔ یہ تاریخ کا ایک سبق ہے ۔ بڑے بڑے طاقتور ، بڑی بڑی فوجی قوتیں جو ہیں وہ بالآخر کمزور ہوئی ہیں اور یہی فوجی قوت آہستہ آہستہ ان کو کھا گئی ۔ یہی امریکہ کے ساتھ ہونا ہے امریکہ نے مسلمانوں کے ضمیر کو ، ان کے ایمان کو چیلنج کر کے ایک ارب مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے ۔ عراق کی جو غلطیاں بھی ہوں وہ اپنی جگہ ہیں ۔ ہم عراق

سے نمٹیں گے ضرور لیکن ہم اس کی بنا پر امریکہ کو ایک سامراجی نظام قائم کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے، ہرگز نہیں دیں گے۔یہ ہے ہمارا مطالبہ۔شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ، پروفیسر صاحب۔جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: شکریہ! جناب چیئرمین صاحب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا ایہا الذین آمنوا ولا تتخذوا۔۔۔۔۔۔ الخ
ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے ایمان والو۔ یہود اور نصاریٰ میں سے کسی ایک کو بھی اپنا رہبر و رہنما اور ماویٰ وملجا نہ مانو۔ جناب چیئرمین! اس بارے میں میں نے ایک تحریک التواء پیش کی تھی لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ پروفیسر صاحب اور میرے دوسرے جو دوست ہیں انہوں نے امریکی سامراج کے حملے سے پہلے تحریک التوا دی تھی لیکن جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا اس کے بعد فوری طور پر میں نے یہ تحریک التواء۔۔۔۔۔

جناب جاوید جبار: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: I do not want to interrupt the hon'ble Senator but just for the record we submitted a motion under Rule 236 this morning as a result of the unjustified aggression against Iraq on a larger scale. So, just for the record, we did not submit before my hon'ble colleague.

M 'eputy Chairman: Yes, Hafiz Sahib.

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! میں یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ ہمارے محترم پروفیسر صاحب نے اور جاوید جبار صاحب نے جو بات کی ہے۔کیا ہم اخبارات میں یہ بات لگا کر پاکستان کے ان بپھرے ہوئے مجمعوں کو۔اور احتجاجی جلوسوں کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں؟ میں نہیں سمجھتا کہ

آپ نے یہ تحریک التواء منظور کی ہے یہاں پر کوئی وزیر موجود نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، وزراء موجود ہیں۔ چار منسٹر تو اب بھی بیٹھے ہیں۔

حافظ حسین احمد: میں صبح سے دیکھ رہا ہوں کہ کسی نے قلم ہاتھ میں نہیں لیا۔ اگر ان کا اتنا حافظہ تیز ہے......

جناب ڈپٹی چیئرمین: حافظ صاحب میں آپ کی بات ماننے کے لیئے اس لیے تیار نہیں ہوں کہ وہ صبح سے نوٹس لے رہے ہیں۔ یہیں پر بیٹھے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ورنہ میں خود بھی اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہوں۔ میں ان کے سامنے ہی بیٹھا ہوا ہوں۔ فخر امام صاحب صبح سے نوٹس لے رہے ہیں۔

حافظ حسین احمد: جناب! اگر امریکہ کا مسئلہ کسی اور ملک کا مسئلہ ہے تو وزیر خارجہ صاحب کو موجود ہونا چاہیئے۔ اور اگر امریکہ، جس کا اس انداز میں ہماری حکومت دفاع کر رہی ہے اس کو اپنے گھر کا مسئلہ سمجھتے ہیں تو پھر وزیر داخلہ کو موجود ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں اس مسئلے میں نہیں الجھتا کہ انہوں نے دفاع کیا ہے یا نہیں۔ اب تک تو نہیں کیا ہے۔ لیکن وزیر خارجہ صاحب اس لیے نہیں ہیں کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آج اس کو آؤٹ آف ٹرن ہم نے لے لیا ہے۔ آج کا جو بزنس تھا اس میں وزارت خارجہ کا کوئی دخل نہیں تھا۔ اس لیئے انہیں آج نہیں آنا تھا۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! مسئلہ ہے وزارت خارجہ کا۔ اصل مسئلہ ہے اس وزارت خارجہ کا اور خارجہ امور کا اور میں یہ پوچھتا ہوں کیا ہمارے وزیر خارجہ صاحب کو کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے کہ وہ قوم کے، اس ایوان کے قومی اسمبلی کے اور پاکستانی عوام کی رائے عامہ کو مدنظر رکھیں۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جناب چیئرمین! اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر خارجہ جناب صاحبزادہ یعقوب علی خان نے کل ایک بات کہی ہے۔ کہ جناب یہ جو سڑکوں پر مظاہرے

ہو رہے ہیں یہ تو ان پڑھ اور جاہل عوام کی اکثریت ہے اور وہ اصل حقائق کو نہیں سمجھ سکتے ، اور اس لیئے بات کر رہے ہیں اور اس لیئے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی کہ ہماری پالیسی غلط ہے میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر یہ بات انہوں نے نہیں کی ہے تو کوئی وزیر اٹھ کر یہ بات کہے کہ وزیر خارجہ نے یہ بات نہیں کی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا دماغ شاید اس لیے چڑھ دوڑا ہے کہ اسے گزشتہ بارہ سال سے وزارت خارجہ کے اہم منصب پر رکھا ہوا ہے ۔

سید فخر امام : جناب چیئرمین ! میں نے خود تو صاحبزادہ صاحب کا انٹرویو نہیں سنا لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسے الفاظ انہوں نے نہیں کہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : انہوں نے کہا تھا کہ خواندگی کی شرح کم ہے ۔ حافظ صاحب اس کی تشریح اپنے حساب سے کر رہے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : میں نے ان کا انٹرویو نہیں سنا لیکن مجھے ابھی عباس شاہ صاحب نے بتایا ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ تمام چیز غیر متعلقہ ۔ ۔ ۔ اور لوگوں کی خواندگی کی شرح بہت کم ہے جس کے صاف معانی یہ ہیں کہ عوام جاہل ہیں انہیں بکواس کرنے دو عقل مند افراد وہ ہیں جو آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : وہ انٹرپریٹیشن کی بات ہے انہوں نے خواندگی کی بات کی تھی وہ میں نے بھی سنی تھی ۔

سید عباس شاہ : بے کل کی بات ہے انہوں نے کہا خواندگی ہے ہی نہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! حافظ حسین احمد صاحب !

حافظ حسین احمد : جناب جاہل کس کو کہتے ہیں ، جسے علم نہ ہو ، معنی یہی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے پارلیمانی امور کے وزیر صاحب کس حیثیت سے ۔ ۔ جب وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے ان کی بات سنی نہیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وزیر خارجہ صاحب جو ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید افلاطونِ زمانہ پاکستان میں صرف میں ہی ہوں کہ گزشتہ بارہ سال میں میری شخصیت کے علاوہ کوئی ایسا شخص

اس ملک میں موجود نہیں کہ جو وزارت خارجہ کے قلمدان کو سنبھال سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حافظ صاحب چونکہ صاحبزادہ صاحب نہیں ہیں اس لئے..

حافظ حسین احمد: جناب میں بالکل صحیح بات کر رہا ہوں آپ انہیں بالکل یہاں لائیں۔ ہم نے پچھلے ایوان میں.. میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آئی جے آئی کی حکومت اس ملک میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے نعرے کی بنیاد پر برسر اقتدار آئی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے اس خارجہ پالیسی کو کیا تبدیل کیا ہے جو پچھلے ۲۰ ماہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی خارجہ پالیسی تھی اور اگر نہیں کیا ہے تو ان دو باتوں میں سے ایک بات ہے یا تو پھر یہ کہ ہمارے وزیر خارجہ موم کے بنے ہوئے ہیں وہ پیپلز پارٹی کی پالیسی کے ساتھ بھی جاتے ہیں اور آئی جے آئی کی پالیسی کے ساتھ بھی جاتے ہیں مجھے بتایا جائے کہ اگر پیپلز پارٹی کی پالیسی اور آئی جے آئی کی پالیسی میں فرق تھا، تضاد تھا جس کی مخالفت ہم نے بھی ان بنچوں پر قومی اسمبلی میں کی تھی تو پھر وزیر خارجہ کی کیا حیثیت رہتی ہے۔ کہ کبھی وہ پیپلز پارٹی کی پالیسی کے مطابق ملک کی خارجہ پالیسی کو چلانا چاہتے ہیں اور کبھی وہ آئی جے آئی کی پالیسی کے مطابق ملک کو چلانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اگر حقائق سے ہم اور آپ پہلوتہی کریں اور جس طرح پروفیسر صاحب نے کہا میں یہ بات بھی کہتا ہوں اور پہلے بھی اس ایوان میں بھی ہم کہتے رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے امریکی دشمنی کی بنیاد پر ووٹ حاصل کئے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہم سامراج دشمن ہیں لیکن میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے اقتدار کے حصول کے لئے اور وزارت عظمیٰ کی کرسی کے حصول کے لئے امریکی مفادات کے ساتھ سودا کیا انہوں نے سمجھوتہ کیا اور اس کے بعد انہیں اقتدار پر لایا گیا آج بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ آج اس وقت جبکہ پروفیسر خورشید صاحب جو آئی جے آئی کا ایک حصہ ہیں وہ اس وقت ایوان میں حکومت کے اوپر تنقید کر رہے ہیں لیکن محترمہ اس وقت کیوں ملک سے باہر ہیں اس لئے کہ وہ امریکہ کو پھر بھی ناراض

نہیں کرنا چاہتیں۔ جناب چیئرمین! ہم حقائق سے کیوں روگردانی کرتے ہیں ہمیں صاف صاف بتایا جائے کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب وہ بھی اسی طرح اللہ کے فضل و کرم سے بے اختیار ہیں جس طرح محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ تھیں۔

آج پوری قوم اس بات کی منتظر تھی کہ وزیر اعظم جناب نواز شریف صاحب قوم کے سامنے پاکستان کی پالیسی کو بیان کریں گے

صدر صاحب کا ہم احترام کرتے ہیں لیکن صدر صاحب نے جو پالیسی بیان دیا ہے بتایا جائے کہ اس کے بعد وزیر اعظم صاحب کے خطاب کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ جناب ہم اندھی عقیدت اور تقلید کے قائل نہیں ہیں ہم نے آپ کا ساتھ وہاں بھی دیا تھا ہمارا تعاون آج بھی جاری ہے۔ آج بھی پروفیسر خورشید صاحب آئی جے آئی کا حصہ ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم حقائق کو آپ کے سامنے نہ لائیں اور آپ کی ہر بات کی ہم ربڑ سٹیمپ بنیں۔ ہمارے اس ایوان کے متعلق لکھا جاتا رہا کہ جناب یہ تو ربڑ کی مہر کی ہے ایسی بات نہیں ہے جب بھی ایسا موقع آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان ایسے موقع پر اپنی حکومت اور اپنی پالیسی کے خلاف بھی حقائق کو منظر عام پر لایا ہے۔

جناب چیئرمین! میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ تو اللہ کا فضل ہے کہ امریکہ نے ہماری امداد بند کر دی ہم اب بھی شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار نظر آتے ہیں اور اگر خدانخواستہ ہماری امداد جاری رہتی تو پتہ نہیں ہم پھر کیا کرتے جس طرح انہوں نے کہا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جناب اس وقت ہمارے چاروں طرف جو صورتحال ہے اس کے بارے میں ہم اس طرح مطمئن بیٹھے ہیں کہ جیسے کوئی ایسی بات نہیں۔ جس طرح چند دن پہلے امریکہ کے صدر بش صاحب بھی اور فوجیوں کو جس طرح سی این این پر دکھایا جاتا تھا ہنستے کھیلتے یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے عراق کے صحرا میں وہ پکنک منانے جا رہے ہوں ان کا اندازہ غلط تھا

[Hafiz Hussain Ahmed]

انہوں نے اس لڑائی کو عراق پر حملے کو ایک کھیل سمجھ رکھا تھا اور انہوں نے سوچا تھا ون ڈے میچ ہے ہم جاکر بمباری کر کے گھروں کو واپس آ جائیں گے لیکن آج انہیں پتہ چلا کہ یہ ایک طویل تھکا دینے والی اور خون ریز سیریز ہے جس کے اختتام پر امریکہ کا وہی حشر ہو گا جو افغانستان میں روس کا حشر ہوا تھا۔

جناب چیئرمین ! آپ کہتے ہیں کہ ہمارا کیا واسطہ میں کہتا ہوں کہ آپ بھول جاتے ہیں اگر آپ پاکستان کے جغرافیے پر نظر ڈالیں تو میں آپ کو جناب چیئرمین! بتانا چاہتا ہوں آپ کا تعلق بھی اس صوبے سے ہے آپ بتائیے گوادر اور ماڑہ جیونی کیا خلیج کے دھانے پر واقع نہیں ہیں۔ جناب گیارہ سال روس اس راستے سے حملہ آور ہوتے کے لئے اور گرم پانیوں تک پہنچنے کے لئے آیا کرتا تھا آج کیا آپ اور ماڑہ محفوظ ہے۔میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت بتائے کہ اور ماڑہ سے مسقط اور خلیج کے لئے کتنے منٹ کی فلائیٹ ہے، نارمل فلائیٹ اور اگر جنگی جہازوں کی بات ہے تو بتائیے کہ اس بلوچستان کے ساحلی علاقے پر اس خلیج کے دہانے کے لئے ہم نے کیا حفاظتی اقدامات کئے ہیں جناب آپ اس سے دور نہیں رہ سکتے اگر عراق پر حملہ ہو جاتا ہے اور اسرائیل کو جس طرح وہ حملے پر اکسا رہا ہے جناب چیئرمین! اس کے بعد اگر اسرائیل بھی حملہ کر دیتا ہے تو ایران کی کیا پوزیشن رہتی ہے وہ ایران جس نے گیارہ سال امریکی سامراج کے خلاف اپنے عوام کو تیار کیا تھا اگرچہ اور بات ہے کہ ہماری حکومت کی طرح شائد ان میں بھی لبرل لوگ آ گئے ہیں اور وہ بھی معاملات کو کسی اور انداز میں دیکھنا چاہتے ہیں لیکن میں اس ایوان کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر ایسی صورتحال پیدا ہوئی تو پھر وہاں کی حکومت کے خلاف اسی طرح مظاہرے ہوں گے جس طرح ہماری حکومت کے خلاف تمام چوکوں پر مظاہرے ہو رہے ہیں اور اگر پھر اس جنگ میں ایران بھی ملوث ہوا تو پھر ہمارے بلوچستان اور ایرانی بلوچستان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے پھر آپ اس کو کس انداز سے سمیٹیں گے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور سامراجی طاقتوں نے اس پوری صورتحال کو اور اس کی جغرافیائی حیثیت کو تبدیل کرنے کا مکمل فیصلہ کیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں پاکستان کے بھی حصے بخرے کرنے کی سازش شامل ہے اور یہ سامراجی طاقتوں کا ہر دور میں وتیرہ رہا ہے اور میں بتانا چاہتا ہوں کہ عراق کو تقسیم کر کے کس انداز سے ترکی کا حصہ اور کس انداز سے ایک ٹکڑا کردوں کو دیا جائے گا کس انداز سے اسے ایران کو دیا جائے گا اور جناب پھر افغانستان میں، میں نہیں سمجھتا کہ جو دو سوکنیں تھیں، سامراجی طاقتیں تھیں۔ آج روس کیوں خاموش بیٹھا ہے کیا حقائق ایسے نہیں ہیں کہ ان کے درمیان بھی خفیہ سمجھوتہ ہو چکا ہے اور روس کو بھی اس سے حصہ ملے گا۔ جناب آپ ان حقائق کو کیوں نظر انداز کرتے ہیں کیا امریکی سامراج نے اور امریکہ کے ماہرین نے چھ سال پہلے یہ نہیں کہا تھا کہ ہانگ کانگ پر چین کے قبضے کے بعد ہمیں ہانگ کانگ کی ضرورت ہے اور ہم کراچی کو ہانگ کانگ بنانا چاہتے ہیں اور آپ نے دیکھا کہ کتنے سالوں سے کراچی میں جو کچھ ہوا کیا یہ خود بخود ہو رہا ہے کیا اس میں امریکی سی آئی اے کا ہاتھ نہیں ہے کیا کراچی میں جو حالات پیدا کئے گئے وہ اس منصوبے کا حصہ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ وہ حقائق ہیں ان کے بارے میں ہم سے زیادہ ہماری حکومت جانتی ہے۔ اور حکومت ہی کے لوگ ہم سے بات کرتے ہیں آج بھی اگر اس طرح کی دو تین تقریریں ہو جائیں تو ہمارے وزراء صاحبان بھی جوش میں آکر ہم سے بھی زیادہ حقائق بیان کریں گے لیکن وزارتوں کی مجبوریوں کا کیا کیا جائے۔ جناب ان مجبوریوں کو نظر انداز کیا جانا چاہیئے پھر سیاسی سطح پر آئی جے آئی کے لیئے ایک مسئلہ ہے۔ آج جماعت اسلامی آئی جے آئی کا حصہ ہے۔ ہم آئی جے آئی کے حلیف ہیں، ان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں لیکن آپ بتائیے اگر آپ عوام کو نظر انداز کریں گے آپ اپنی پارٹی کے اندر جماعتوں کو نظر انداز کریں گے اور آپ کا مؤقف

[Hafiz Hussain Ahmed]

بالکل اس سے الگ ہوگا تو بتایا جائے کہ آپ اپنی سیاسی ساکھ کو کمزور کر رہے ہیں یا اپنے آپ کو مضبوط کر رہے ہیں۔ عجیب بات ہے ایک سیاسی لیڈر جب وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے تو ایک ہالہ اس کے اردگرد جمع ہو جاتا ہے، مشیران کرام جمع ہو جاتے ہیں اور پھر اصل حقائق، اصل باتیں اور عوام کی آواز اور عوام کی سوچ کو ان تک پہنچنے نہیں دیا جاتا۔

جناب چیئرمین! میں مختصر بات عرض کر رہا ہوں اس وقت ہمیں ایک اور بھی خدشہ ہے اس وقت ضرورت پیش آئی ہے کہ ترکی کے اڈوں سے امریکی بمبار طیارے وہاں سے حملے کریں گے۔ تو کیا اورماڑہ جیونی اور گوادر کے ہوائی اڈوں سے بھی عراق کے خلاف حملہ ہو سکتا ہے یا نہیں یہ بھی حکومت بتا دے جو خدشات ہیں جس کا میں نہیں بلکہ وہ لابی ایک عرصہ سے پروپیگنڈہ کر رہی ہے، کہ بلوچستان میں امریکی اڈے ہیں ٹھیک ہے ان پر made in America تو نہیں لکھا ہوا ہے لیکن جس انداز میں جہاں پر پورے ڈویژن میں کوئی پکی سڑک نہیں ہے، وہاں ہر چھوٹے شہر میں اتنا پختہ اڈہ بنانا اس بات کو سامنے لا رہا تھا کہ شائد امریکہ ضرورت کے وقت جس طرح ترکی کے اڈے استعمال کر سکتا ہے۔ کل وہ پاکستان کے ہوائی اڈوں کو استعمال کر سکتا ہے؟ دیکھیئے آپ حقائق سے چشم پوشی نہ کریں۔ کل ہم پشاور میں تھے پشاور میں بہت بڑا جلسہ ہوا جلوس نکلا ہزاروں آدمی تھے ٹی وی والے موجود تھے لیکن انہوں نے بائیکاٹ کیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ سی این این میں وہ عراق کی صورت حال کو بھی بیان کرتے ہیں اور ہم کون ہیں؟ ہم کیا حکومت کے غدار ہیں؟ اگر ہم جاتے ہیں اور عوامی سطح پر ایک بات کو حکومت کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں اور حکومت کو احساس دلانا چاہتے ہیں اور ان ساؤنڈ پروف ایوانوں میں چاہتے ہیں کہ ہمارے وہ رہنما جو ہمارے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ ہیں یہ تمام کے تمام ہماری ہر بات کو سنیں اور اس کو اہمیت دیں اس کا ٹی وی بائیکاٹ نہ کریں۔ اس کے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سی این این میں ایک اسرائیلی کو بار بار

دکھایا جا رہا تھا کہ اس کو یہاں پر خراش آئی ہے۔ یعنی کیا بات ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت ذرا سنجیدگی کے ساتھ ان مسائل کو لے اور اپنی خارجہ پالیسی کو اس طرح ترتیب دے تاکہ حکومت کے اندر اور ان پارٹیوں کے اندر اس ایوان میں اور عوام میں اختلاف پیدا نہ ہو سکیں۔

جناب چیئرمین! ہم سنا کرتے تھے اور اخبارات میں بھی آتا رہا ہے کہ فلاں کو کسی کرائے کے قاتل نے قتل کیا۔ آپ مجھے بتائیں امریکہ اپنے جنگی اخراجات کس سے وصول کر رہا ہے کیا وہ خود تمام اخراجات برداشت کر رہا ہے یا ہمارے بھائی وہ اخراجات ادا کر رہے ہیں تو کیا اس وقت امریکہ خلیج میں کرائے کا قاتل نہیں بنا ہوا ہے اور وہ یہ رول ادا نہیں کرنا چاہتا تاکہ تیل کے ذخائر پر قبضہ کیا جا سکے۔ جناب تین چار دن گزر گئے جنگ کی صورت حال تبدیل ہو رہی ہے جس طرح پروفیسر صاحب نے کہا امریکہ کی فوجیں اسرائیل میں بھی موجود ہیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ چند ہزار وہاں بھی آپ کیا بھیجیں گے۔ وزیر اعظم صاحب آپ اس کا کیوں انتظار کرتے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب! آپ کہتے ہیں کہ اسرائیل حملہ کر دے تب ہم اپنی خارجہ پالیسی تبدیل کریں گے آپ پھر بھی نہیں کر سکیں گے اگر اوپر سے آرڈر نہ ہوا۔ جناب میں کہنا چاہتا ہوں اس کے لیئے آپ انتظار نہ کریں دیکھیئے امریکہ خود کہہ رہا ہے بش کہہ رہا ہے کہ عراق کو ہم اس حالت میں نہیں چھوڑیں گے کہ وہ اسرائیل پر حملے کے قابل رہ سکے۔ یعنی آپ حقائق کو کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ جناب اس وقت ہم یہ سمجھتے ہیں۔۔۔۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پوائنٹ آف آرڈر، وزیر اعظم صاحب نے یہ بیان کب دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی!

حافظ حسین احمد: میں ریکارڈ کی درستی کے لیئے یہ بات کہوں محترم وزیر اعظم جناب نواز شریف صاحب کا بیان چھپا ہے آج کے اخبارات آپ دیکھیں۔ اس میں یہ بیان

[Hafiz Hussain Ahmed]

لگا ہے اور اگر اسرائیل نے حملہ کر دیا تب ہم اپنی خارجہ پالیسی کو تبدیل کریں گے اور اگر آپ فارغ ہوں گے تو شائد کل کے اخبارات میں آپ کو پتہ چلے گا کہ صدر صاحب نے بھی صحافیوں سے اسی قسم کی بات کی ہے۔ میں گزارش کروں گا جناب چیئرمین! اس وقت جو صورت حال ہے اس میں آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں کسی پر تنقید کر رہا ہوں۔ بلکہ یہ حقیقت ہے اس کے بارے میں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کو اس صورت حال سے آگاہ کریں پروفیسر صاحب نے ایک بات کی۔ اگست سے پہلے صورت حال کچھ اور تھی اور ۷ اگست کو امریکی فوجیں حرکت میں آئی ہیں اور ہماری اسمبلی کو بھی ۶ اگست کو توڑا گیا اللہ کرے کہ اس کے درمیان کوئی مطابقت نہ ہو لیکن جو صورت حال سامنے آرہی ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں سب سے پہلے اس ایوان کے فلور پر ۱۷ اگست کو میں نے یہ گزارش کی تھی کہ آپ فوری طور پر جائنٹ سیشن طلب کریں قومی اسمبلی کا بھی اجلاس بلائیں۔ خدارا اس اہم مسئلے پر فوری طور پر غور کریں۔ آپ بھی شائد بش کی طرح سوچ رہے تھے کہ دو تین دن انہیں ٹھہرائیں گے۔ پھر جنگ ختم ہو جائے گی میں اب بھی گزارش کروں گا کہ ہمارا یہی موقف ہے اور ہمارا یہی مطالبہ ہے فوری طور پر جائنٹ سیشن طلب کیا جائے تاکہ قوم کو اعتماد میں لیا جائے اور ایک پالیسی طے کی جائے۔

اس کے ساتھ میں ایک اور بھی تجویز دوں گا کہ جتنی بھی ہماری سیاسی جماعتیں ہیں اور جو مذہبی جماعتیں ہیں ان کی کم از کم اپنے ملک میں گول میز کانفرنس بلائی جائے اور حکومت ان کے سامنے یہ پوری صورت حال رکھے جو باتیں آپ عوام کو نہیں بتانا چاہتے کم از کم ہمیں نہ بتائیں اپنے وزراء کو تو بتائیں اور جو پارلیمنٹ کے ارکان ہیں ان کو بلایا جائے اور ان کے سامنے اصل صورت حال کو رکھیں تاکہ ہم کوئی صحیح فیصلے کر سکیں میری یہی گزارش ہے۔ پاکستان نے شروع سے امریکہ کے اقدامات کی حمایت کی ہے جس طرح ہم کہتے ہیں کہ ہماری مجبوری ہے کہ ہم بغیر امداد کے نہیں چل سکتے یہ تو اچھا ہوا کہ انہوں نے اب امداد بند کی ہم one dish پر آگئے اگرچہ ہمارے بعض وزرائے اعلیٰ one drink

پر چلے گئے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہماری امداد بند ہے اور ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ ہم اس موقع پر سٹینڈ لیں اس موقع پر پوری قوت کے ساتھ اپنے مؤقف اور اپنے عوام کے مؤقف کے بارے میں ہم پیش رفت کر سکیں۔ جناب چیئرمین! اگر ہم امریکہ کے حامی ہیں، ہم حلیف ہیں اور ہم آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے اقتدا کر چکے ہیں اور ہم ہر سطح پر امریکی مفادات کے تحفظ کا عہد کر چکے ہیں تو جناب چیئرمین! پھر مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہماری امداد بند کی گئی ہے اس میں بات کیا ہے۔ بات یہ ہے جناب آپ اپنے ایٹمی ری ایکٹر کا معائنہ کرائیں کہیں آپ ایٹم بم تو نہیں بنا رہے ہیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب اگر کویت کے پاس ایٹمی طاقت ہوتی، کویت ایٹمی طاقت ہوتا اور کویت کے پاس ایٹمی اسلحہ ہوتا تو کیا عراق کویت کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کر سکتا تھا؟ قطعاً نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہم حلیف ہیں ہم آپ کے پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں تو پھر آپ ہمیں ایٹمی قوت کیوں نہیں بنانے دیتے۔ اسی وجہ سے امریکہ آپ کی امداد بند کر رہا ہے۔ ان کی بات واضح ہے جناب چیئرمین صاحب! کہ وہ ہمیں بھی کویت بنانا چاہتا ہے وہ ہمیں بھی دوبئی بنانا چاہتا ہے وہ ہمیں بھی سعودی عرب بنانا چاہتا ہے۔ کویت کے پاس اتنے وسائل ہیں سعودی عرب کے پاس اتنے وسائل ہیں دوبئی اور متحدہ عرب امارات میں جتنے وسائل ہیں ان تمام کے باوجود آج وہ مجبور ہیں کہ کرائے پر امریکی سامراج سے اپنا دفاع کرا رہا ہے۔ تو کیا اُن کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایٹمی طاقت نہ بنے کیا آئی جے آئی کی حکومت، کیا ہمارے اربابِ حکومت اس پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانا چاہتے ہیں یا نہیں اور اگر اسے ہمیں ایٹمی طاقت بنانا ہے تو پھر آپ بتائیے کہ اگر آج رف کی ایٹمی قوت کو ختم کیا جا سکتا ہے اور ہماری امداد بند کی جا سکتی ہے تو کل کیا ہمارے لئے بھی وہ مشکلات پیدا نہیں ہوں گی۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم ہر چیز کے لئے اسی طرح امریکہ کو پکاریں اور امریکی مفادات کے تابع ہوں جس طرح کویت اور سعودی عرب اپنا دفاع نہیں کر سکا اور اپنے دفاع کے لئے امریکہ کو آواز دی۔

[Hafiz Hussain Ahmed]

جناب چیئرمین ! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس وقت ہمیں اپنی خارجہ پالیسی میں انقلابی تبدیلیاں لانے کی ضرورت ہے اور ہماری جو خارجہ پالیسی ہے وہ قطعاً غیر اسلامی ہے نہ آئی جے آئی کے منشور کے مطابق ہے اور نہ عوامی امنگوں کے مطابق ہے۔ آپ اس بات کو نظر انداز نہ کریں ۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پاکستان کے عوام کے اعتماد سے آپ محروم ہو رہے ہیں۔ پاکستان کے عوام سوچ رہے ہیں کہ حکومت عوامی خواہشات اور عوامی امنگوں کے برعکس اقدامات کر رہی ہے۔ اور اپنی پالیسی مرتب کر رہی ہے۔ پروفیسر صاحب نے علماء کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ حرمین شریفین کی جو صورتحال ہے لیکن میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس وقت جو صورتحال ہے اس میں یہ ہے کہ حرمین شریفین کا تقدس اور اس کی حفاظت ہمارے لیئے ضروری ہے لیکن جناب چیئرمین ! میں یہ بتاتا چلوں اس وقت قبلۂ اول جس کی طرف سب سے پہلے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کر کے نماز کی ابتداء کی تھی وہ اس وقت کس کے قبضے میں ہے ؛ وہ بھی اسرائیل کے قبضے میں ہے۔ میں یہی اپنی حکومت سے گزارش کروں گا جناب چیئرمین ! کہ وہ حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسی پالیسی مرتب کریں جس سے پاکستان کی جو حیثیت ہے وہ بھی برقرار رہے اور وہ صالحانہ کردار ہو جو عوامی توقعات کے مطابق ہو۔ شکریہ !

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: If this is the sense of th House, then the House is adjourned to meet day afte tomorrow.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman : Mr. Aijaz Ali Khan on poi of order.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب یہ کافی اہم معاملہ ہے سب بولنا چاہتے ہیں تو

کل رکھیں.....

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی فخر امام صاحب ·

سید فخر امام : جی مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر کل سہ پہر کو رکھنا چاہتے ہیں ۔

Mr. Deputy Chairman: So, the House is adjourned to meet again tomorrow at 3.30 P.M.

Thank you very much.

[The House then adjourned to meet again at 3.30 in the after noon on Monday, the 21st January, 1991.]